www.KitaboSunnat.com

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

الله

اِتباعِ سُنّت

جمع وترتیب

عُمر فاروق سلفی

مرکز دعوة التوحید والسنة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اِتباعِ سنّت

جمع و ترتیب

عمر فاروق سلفی

نظر ثانی و اضافہ

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

دار الکتب السلفیۃ
4 شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.: 042-7237184, 7230271 Fax: 042-7227981
E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر و مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب	....	اتباع سنت
مرتب	....	عمر فاروق سلفی
طبع اول	....	اکتوبر ۲۰۰۵ء
تعداد	....	۱۰۰۰

یہ کتاب تقسیم فی سبیل اللہ ہے
منجانب: الرحمٰن اسلامک ٹرسٹ، سیالکوٹ

www.KitaboSunnat.com

مرکز دعوت التوحید والسنۃ
لاہور - سیالکوٹ - اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبال)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

○ مقدمہ ۹

❶ سنت۔ معنی ومفہوم اور تعریف

○ اتباع کا مفہوم ۱۶

○ اتباع اور اطاعت میں فرق ۱۷

○ سنت کا مفہوم ۱۸

○ سنت کی اقسام ۲۰

○ حدیث کا مفہوم ۲۲

○ سنت اور حدیث میں فرق ۲۲

○ اہل حدیث یا اہل سنت کون؟ ۲۵

○ سنت کا ماخذ ۲۶

❷ اتباع سنت کے لیے بنیادی شرط

○ حب رسول ﷺ ۲۸

❸ اتباع سنت کی ضرورت واہمیت

○ اتباع سنت اور قرآن ۴۱

○ اتباع سنت اور حدیث ۵۵

○ اتباع سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۶۶

○ اتباع سنت اور ائمہ سلف ۷۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ اتباع سنت کے تقاضے

- عقیدے کی اصلاح ۸۲
- بعثت نبوی ﷺ پر ایمان ۸۳
- رسالت محمدیہ ﷺ کی بشریت پر ایمان ۸۴
- ختم نبوت پر ایمان ۸۴
- حب رسول ﷺ ۸۵
- تعظیم نبوی ﷺ ۸۷
- درود......صلوٰۃ وسلام ۸۸
- حب اہل بیت ۹۰
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ۹۱
- طلب وسیلہ ۹۲
- ذات رسول ﷺ میں مبالغہ سے پرہیز ۹۴

۵ فتنہ انکار حدیث

- انکار حدیث کفر بواح ہے ۹۶
- منکرین حدیث کون؟ ۱۰۵
- منکرین حدیث کے گروہ ۱۰۸
- فتنہ انکار حدیث اور اس کے اسباب ۱۱۰

۱۔ خواہشات نفس کی پیروی ۱۱۰

۲۔ کم علمی اور جہالت ۱۱۲

۳۔ عقل کو معیار بنانا ۱۱۲

۴۔ دنیاوی اغراض ومقاصد کا حصول ۱۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ اتباعِ سنت اور منکرین حدیث کا مؤقف ۱۱۳

۶ بدعت...... اتباعِ سنت کی راہ میں حائل رکاوٹ

○ بدعت کا لغوی مفہوم ۱۱۹
○ بدعت کا اصطلاحی مفہوم ۱۲۰
○ بدعت کی اقسام ۱۲۲
○ بدعتی کی پہچان ۱۲۲
○ بدعتی کی سزا ۱۲۳
○ بدعت جاری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ۱۲۴
○ بدعت رائج کرنے والے پر دوگنا عذاب ۱۲۵
○ بدعت فتنوں کا باعث ہے ۱۲۵
○ فرقہ بندی کا سبب اہل بدعت ہیں ۱۲۶

۷ عصر حاضر میں اتباعِ سنت

○ جشن عید میلاد النبی ﷺ ۱۳۳
○ آخری چہار شنبہ ۱۳۴
○ شادی بیاہ کی فرسودہ رسومات ۱۳۵
○ پیروں فقیروں کے نام کی منتیں ۱۳۵
○ کلمہ میں اضافہ ۱۳۶
○ خودساختہ دعائیں اور وظائف ۱۳۷
○ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا ۱۳۷
○ شب برات اور شب معراج ۱۳۸
○ تعویذ گنڈے ۱۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○﴾

(ال عمران: ۳/۳۱)

''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری (رسول اللہ ﷺ) اطاعت کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ (النور: ۲۴/۵۲)

''جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے خوف الٰہی رکھے اور اس کے عذابوں سے ڈرتا رہے وہی نجات پانے والا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ))[1]

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے' ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔"

---

[1] مؤطا امام مالك۔ كتاب الجامع۔ باب النهى عن القول فى القدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ فجعلہ شاھداً ومبشراً ونذیراً، وداعیاً الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیرا، وجعل فیہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاخرو ذکر اللّٰہ کثیرا، اللّٰھم صل وسلم و بارک علیہ وعلی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین وفجرلھم ینابیع الرحمۃ والرضوان تفجیرا۔ اما بعد:

انسانی تاریخ میں ایسی لاکھوں ہستیاں گزر چکی ہیں جنھوں نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اپنی زندگیاں نمونے کے طور پر پیش کیں۔ صفحۂ ہستی پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں اور ہر زندگی اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ان مختلف انسانی گروہوں میں سے کس کی زندگی ہمارے لیے نجات اور ہدایت کی ضامن ہے؟ ایسی کونسی ہستی ہے جس کی اتباع کر کے ہمارے لئے جنت کا حصول ممکن ہوگا؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنی نوع انسان کے اعمال کی بہتری، رہنمائی، اخلاق کی درستگی، قلوب کی صفائی اور انسانی قویٰ میں توازن پیدا کرنے کی کامیاب سعی اگر کسی گروہ انسانی کی ہے تو وہ نفوس قدسیہ کے مالک انبیاء کرام کا گروہ ہے۔ لیکن انبیاء کرام اپنے اپنے وقت پر آئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی قوم تک خدائے بزرگ و برتر کا پیغام پہنچایا اور تاریکی و ضلالت کے مقابلے میں رشد و ہدایت کا ایسا چراغ روشن کیا جس سے صراط مستقیم تک رسائی آسان ہوگئی۔ لیکن اب ضرورت ایک ایسے رہنما کی تھی جو ہمارے ہاتھ اپنی اعلیٰ ترین عملی زندگی کا ایسا مکمل ہدایت نامہ دے جائے جسے لے کر اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیمانہ ہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خطر' منزل مقصود کا پتہ پالے۔ یہ رہبر کامل سلسلہ نبوت کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ جن کی تشریف آوری کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ آپ ﷺ کی تعلیم دائمی اور ابدی تھی یعنی قیامت تک اسے زندہ رہنا تھا۔

آنحضور ﷺ کی زندگی قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ اور قابل اتباع ہے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی روشن کتاب کی طرح ہمارے سامنے کھلی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی قول و فعل، تعلیم و عمل کا حسین مرقع ہے۔ یعنی آپ ﷺ نے جس تعلیم کو پیش کیا آپ ﷺ کی ذاتی زندگی اس کی ترجمان اور ذاتی عمل اس کے مطابق ہے۔ ورنہ اچھے سے اچھا فلسفہ اور عمدہ سے عمدہ نظریہ تو ہر شخص پیش کر سکتا ہے البتہ جو چیز پیش نہیں کی جا سکتی وہ اس نظریے اور فلسفے کے مطابق عمل ہے کیونکہ عمل کے بغیر ہر نظریہ اور فلسفہ بے کار اور بے معنی ہے۔

قرآن کریم کی نظر میں بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہر مسلمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۲۱)

''بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔''

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لیے ہمیں تمام شعبہ ہائے زندگی میں سرکار سرور دو عالم ﷺ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

نبی عربی حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے بغیر اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین اسلام کو اختیار کیے بغیر بنی نوع انسان کی نجات ناممکن ہے۔ یہاں نجات سے صرف اخروی نجات ہی مراد نہیں بلکہ حقیقت میں دنیا کی تلخیوں اور مشکلات سے نجات بھی دامن رسالت محمدیہ ﷺ سے وابستہ ہونے ہی میں ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے ہی آخرت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی سے ہمکنار ہونگے۔

اتباع سنت کو آخرت میں کامیابی اور فلاح کی کنجی قرار دینے میں جو راز مضمر ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ وہی کچھ کہتے اور کرتے تھے۔ جو خدا کا حکم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ تو وہ کچھ کہتے تھے اور نہ کرتے تھے۔ قرآن خود اس بات کی تصدیق کرتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۵۳/۴-۳)

''اور نہ وہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے اعمال و افعال، آپ ﷺ کی گفتگو قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی کے ذریعے ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کبھی بھی اپنی طرف سے کچھ نہ کہتے تھے جس کی واضح دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

﴿قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَايُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ (یونس: ۱۰/۱۵)

''(آپ ﷺ) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے (قرآن) اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ پہنچا ہے۔''

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اور اتباع ہم سب پر فرض ہے۔ اور اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ کی اطاعت فرض ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۴/۸۰)

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ کی اطاعت کی۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۴۷/۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی عمل خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ معلوم ہوتا ہو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے باہر ہے تو رایگاں اور برباد ہے۔

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا مطلب ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کرنا' ان کی باتوں کی تصدیق کرنا' ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانا اور یہ کہ من مانی باتوں اور بدعات سے بچ کر رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا۔ تو یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد لوگ اپنی زندگیاں اتباع سنت کے لیے وقف کر دیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر' ۵۹/۷)

''اور جو چیز تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ۔''

کسی شخص کی اتباع صرف اسی وقت ممکن ہے جب اس سے عقیدت اور محبت ہو۔ اور ایک مومن ہر اس چیز سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو گی اور جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث بنے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول' امام الانبیاء اور خلیل اللہ ہیں۔ اس لیے ہمیں سب سے زیادہ محبت نبی رحمت ﷺ سے ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (التوبۃ ۹/۲۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''[1]

غمی و خوشی میں، تنگی و آسانی میں، جان و مال میں، اولاد و گھر بار میں غرضیکہ دنیا و مافیہا میں نبی رحمت ﷺ کی پیروی کو مقدم رکھنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک ہر شے سے زیادہ محبت اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے نہ ہو۔

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کی محبت انسان کے دل میں ڈالی ہے۔ اگر مخلوق کے دل میں اللہ تعالیٰ محبت نہ ڈالتا تو آج یہ عالم ایثار و قربانی کے جذبے سے بالکل خالی ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کا حق تو یہ ہے کہ ہم ان پر اپنی محبوب ترین چیزوں کو قربان کر کے تسکین قلب اور ذہنی سکون حاصل کریں اور دنیاوی چیزوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے تابع کر دیں۔

بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے اظہار میں ایسی بے اعتدالی کا شکار ہو جاتے ہیں جو دین میں غلو ہے اور جس کے بارے میں ارشاد ہوا:

''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصرانیوں نے ابن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان حدیث نمبر ۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں پس تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''[1]

اگر کوئی شخص محبت رسول ﷺ کا مدعی تو ہو مگر محبوب کے احکام کی پرواہ نہ کرے اور اپنے دل اور نفسانی خواہش سے ایسی باتیں کرے جو محبوب کو ناپسند ہوں تو ایسی محبت محبت نہیں بلکہ نافرمانی اور سرکشی ہے اور دین میں اضافہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعات پر عمل کرنے والا منکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور سنت نبویہ میں ان کا کوئی ذکر نہ ہو اور اس سے بھی بڑا منکر اور خوفناک گناہ مشرکانہ عقائد ہیں جو شرک تک لوگوں کو پہنچانے والے ہیں۔ بھلا بدعت کیوں نہ منکر و گناہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار آیات میں اپنے نبی کی متابعت کا حکم دیا ہے۔

بدعت تو کفر و ضلالت کا پیامبر اور قاصد ہے۔ بدعت معصیت سے کہیں زیادہ قبیح ترین چیز ہے کیونکہ معصیت کا مرتکب اپنی غلطی اور معصیت کا معترف ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ بھی کرلیا کرتا ہے مگر بدعتی بدعت کو عبادت سمجھتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہتا ہے بھلا اس حالت میں وہ کیونکر تائب ہوگا؟ جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے:

((تَرَکْتُ فِیکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا، کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِی))[2]

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول ﷺ''

اس کتاب میں اسی بات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں کی

---

[1] صحیح بخاری : کتاب الاحادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالی واذکر فی الکتاب مریم حدیث نمبر ۳۴۴۵

[2] مؤطا مالک۔ کتاب الجامع باب النھی عن القول فی القدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی اور اُخروی نجات کا معیار صرف اور صرِف قرآن وسنت ہے۔ اور ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسری چیز ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اپنی ناچیز بساط کے مطابق انتہائی کوشش کی کہ کتاب کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ سہل اور آسان ہو۔ اگر اس سلسلے میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل لایزال کا کرشمہ سمجھتے ہیں اور اگر کہیں فروگذاشت ہوئی تو اسے اپنے فکر ونظر کی لغزش تصور کرتے ہوئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب سے اپنے مسلمان بندوں کو نفع پہنچائے اور ہمیں بروز قیامت اجر وثواب عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

آخر میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنہوں نے اس کام میں کسی بھی طرح مجھ سے تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ کتاب کو شرف بخشے اور مؤلف ومعاونین اور مستفیدین کے لیے فلاح ونجاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

وصلی اللّٰہ وسلم علی سیدنا محمد و علی الہ و اصحابہ

والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین

عمر فاروق سلفی

۲۰ شعبان ۱۴۲۵ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی ومفہوم اور تعریف

ا۔ اتباع کا لغوی مفہوم:

اتباع کے معنی ''تابعداری''، ''پیروی'' اور ''کسی کے نقش قدم پر چلنے'' کے ہیں۔ اور متبوع کے معنی ہیں قائد اور رہنما جو آگے چل رہا ہو اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں۔ گویا اتباع رسول کا مفہوم ہے ہر معاملے میں اسے رہنما بنانا اور بہر حال اسی کے نقش قدم پر چلنا۔

عربی زبان میں اتباع سے مراد ہے کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنا۔ چنانچہ ابن منظور ''لسان العرب'' میں لکھتے ہیں۔

((قَالَ الْفَرَاءُ الْاتِّبَاعُ اَنْ یَسِیْرَ الرَّجُلُ وَاَنْتَ تَسِیْرُ وَرَاءَہٗ وَاِذَا قُلْتَ اتَّبِعْتُہٗ فَکَاَنَّکَ قَفَوْتَہٗ))

''فراء (لغت ونحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کے معنی یہ ہے کہ کوئی شخص آگے آگے چل رہا ہو اور آپ اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور اگر آپ کہیں کہ میں نے اس کی اتباع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقش قدم پر چلے۔''

اصطلاحی مفہوم:

اتباع کے اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الآمدی نے یوں بیان کیے ہیں:

''متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل کی۔ کسی کے قول کے اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کی اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے فعل کو اسی طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لیے کیا جائے کیوں کہ وہ کرتا ہے۔''

(الاحکام فی اصول الاحکام۔ ص ۲۴۶ ج ۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب ہم اقوال رسول ﷺ پر اس طرح عمل کریں جس طرح ان اقوال پر عمل کرنے کا تقاضا ہے اور حضور ﷺ کے افعال کو اس طرح ادا کریں کہ جس طرح حضور ﷺ نے ادا فرمائے۔ اور اس لیے ادا کریں کیونکہ پرنور شخصیت کے مالک حضور ﷺ نے ان افعال کو ادا کیا۔

اتباع کا مکمل مفہوم سمجھنے کے لیے اس مثال پر غور کریں:

کوئی گاڑی کسی گاڑی کے تعاقب میں ہے اب پیچھے والی گاڑی آگے والی گاڑی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے جہاں وہ تیز ہوگی یہ بھی تیز ہو جائے گی۔ جدھر وہ مڑے گی یہ بھی ادھر مڑے گی۔ جدھر وہ آہستہ ہوگی یہ بھی آہستہ ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ جہاں وہ رک جائے گی پیچھے والی گاڑی بھی وہیں رک جائے گی۔ پس یہی اتباع ہے۔

شرعی اصطلاح میں اتباع سے مراد اتباع رسول ﷺ ہے یعنی آپ ﷺ کے اقوال، اعمال افعال اور سیرت وکردار کی پیروی۔

اتباع اور اطاعت میں فرق

اطاعت کا لفظ ''طوع'' سے ماخوذ ہے۔ طوع کے معنی دل کی خوشی سے کسی کا حکم ماننے کے ہیں۔ اس کا مقابل کرہاً ہے۔ جس کے معنی ہیں ناگواری اور مجبوری۔ تو اطاعت کا مفہوم ہوا دل کی خوشی اور قلبی پسندیدگی کے ساتھ کسی کا حکم ماننا اور اس کی پیروی کرنا جبکہ اتباع سے مراد کسی کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ پسند یا ناپسند کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یعنی جو کام جس طرح کیا گیا ہے خواہ وہ آپ کو پسند ہو یا ناپسند اسے بالکل ویسے ہی کیا جائے۔ اس طرح اتباع کا معنی اطاعت سے وسیع تر ہے، اس میں اطاعت بھی شامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معلم، مربی، شارع، قاضی، حاکم و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانروا ور شارح قرآن ہیں انہیں رسول ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ بندہ دین کے معاملے میں حق واضح ہو جانے کے بعد آپ کی غیر مشروط اطاعت کرے اور اپنے دامن کو بدعت سے آلودہ نہ ہونے دے۔ نیز تمام دنیاوی معاملات میں بھی کتاب و سنت کی مخالفت سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔

۲۔ سنت

۲۔ سنت کا لغوی مفہوم

سنت کا لغوی معنی راستہ ہے جس پر چلا جائے اور جو متواتر چلنے کی وجہ سے صاف اور واضح ہو گیا ہو۔ یا اس سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر عمل کیا جائے خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَزِرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)) [1]

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کی اپنی برائی کا گناہ بھی ہوگا اور اس کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اور ان کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا۔''

اصطلاحی مفہوم

شرعی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ

[1] صحیح مسلم' کتاب الزکوۃ باب حث علی الصدقۃ ولو بشق تمرہ حدیث نمبر:۲۳۵۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ فَتَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ))[1]

''تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے اسے تھامے رکھو اور مضبوطی سے پکڑے رکھو۔''

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[2]

''جس نے میرے طریقے کو چھوڑ دیا وہ مجھ میں سے نہیں۔''

اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ))[3]

''میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر فرمایا تاکہ تم جان لو کہ یہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ (سنت) ہے۔''

آپ نے فرمایا:

((تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً قَالُوا! وَمَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي))[4]

---

[1] مسند احمد ۴۔۱۲۷، ترمذی کتاب العلم۔ باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة حدیث نمبر ۲۶۷۶

[2] بخاری: کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح ۵۰۶۳۔
مسلم: کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه ۳۴۰۳

[3] صحیح بخاری: کتاب الجنائز باب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازة ۱۳۳۵

[4] ترمذی: کتاب الایمان باب ما جاء فی افتراق هذه الامة ۲۶۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ ایک کے سوا سب آگ میں جائیں گے لوگوں نے کہا! یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ (جو اتباع کریں گے اس کا یعنی سنت کا) جس پر میں اور میرے صحابہ عمل پیرا ہیں۔“

سنت کی اقسام

علمائے اصول کی اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔

سنت کی تین اقسام ہیں:

۱ سنتِ قولی ۲ سنتِ فعلی ۳ سنتِ تقریری

۱۔ سنتِ قولی

شرعی احکام سے متعلق جو بات آپ ﷺ نے کسی موقع پر ارشاد فرمائی ہو اسے سنت قولی کہتے ہیں جیسے آپ ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))[1]

”نماز اس طرح پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ))[2]

”اگر کھانا کھانے سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے۔“

۲۔ سنتِ فعلی

نبی کریم ﷺ نے جس جس طریقے سے عبادات ادا فرمائیں یا دیگر معاملات

---

[1] بخاری: کتاب الاذان۔ باب الاذان للمسافرین اذا کانو جماعة ۶۳۱

[2] صحیح مسلم: کتاب الاشربہ۔ باب آداب الطعام والشراب واحکامها ۵۲۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نپٹائے وہ سب سنت فعلی ہیں۔ مثلاً حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ))[1]

"جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں درست فرماتے جب ہم سیدھے کھڑے ہو جاتے تو پھر "اللہ اکبر" کہہ کر نماز شروع فرماتے۔"

۳۔ سنتِ تقریری:

رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں جو کام کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو یا اظہار پسندیدگی فرمایا ہو اسے "سنت تقریری کہتے ہیں۔ مثلاً حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ))[2]

"نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں ادا کرتے دیکھ کر فرمایا: صبح کی نماز تو دو رکعت ہے اس نے عرض کیا: میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں جواب پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے (یعنی اس کی اجازت دے دی)"

پس معلوم ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل درست تھا اگر غلط ہوتا تو آپ ﷺ اسے ضرور اس کام سے منع فرماتے۔

سنت کی مذکورہ بالا تینوں اقسام ایک ہی مرتبے کی ہیں اور شریعت میں حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب الصلاة باب تسوية الصفوف ٦٦٥

[2] سنن ابی داؤد: کتاب الصلاة باب من فاتته متى يقضيها ١٢٦٧

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث

حدیث کا لغوی مفہوم

سنت کے ساتھ حدیث کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ حدیث کے لغوی معنی نئی چیز کے ہیں اس کے علاوہ عربی زبان میں حدیث کا لفظ بات چیت' گفتگو' خبر اور کلام کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم

شرعی اصطلاح میں حدیث سے مراد وہ قول' فعل' تقریر یا وصف ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِعْلَمْ اَنَّ الْحَدِيْثَ يُطْلَقُ فِي اِصْطِلَاحِ جَمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِيْرِهٖ))[1]

"جان لو کہ جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق نبی کریم ﷺ کے قول' فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔"

سنت اور حدیث میں فرق

سنت کا بڑا ماخذ چونکہ ذخیرۂ حدیث ہے اس لئے یہ دونوں الفاظ بسا اوقات ہم معنی ہی سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ فنی لحاظ سے ان دونوں میں بڑا واضح فرق ہے اور یہ فرق مندرجہ ذیل چار امور میں ہے:

---

[1] مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح : صفحہ اول درسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ بلحاظ معانی اور اصطلاحی مفہوم:

سنت کا لغوی مفہوم کوئی بھی رائج شدہ طریقہ ہے۔ خواہ یہ طریقہ اچھا ہو یا برا۔ اور سنت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور دستور یا قانون فطرت اور اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ لیکن شرعی اصطلاح میں سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول، فعل یا تقریر (سکوت) ہے۔ اس لحاظ سے سنت کی تین قسمیں ہوئیں۔ یعنی آپ کا ہر ارشاد سنت قولی ہے اور ہر فعل سنت فعلی ہے اور ہر وہ واقعہ جو آپ کے سامنے پیش آیا اور آپ نے از راہ تصویب خاموشی اختیار فرمائی وہ سنت تقریری ہے۔

حدیث کا لغوی معنی ''بات'' بھی ہے اور ''نئی بات'' بھی۔ قرآن کریم میں حدیث کے لفظ کا اطلاق خود قرآن کریم پر بھی ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے اس دور کے گمراہ فرقوں کے عقائد کے بالمقابل نئی بات یا عقائد پیش کیے اور شرعی اصطلاح میں حدیث ہر اس سنت رسول کو کہتے ہیں جو ضبط تحریر میں لائی اور اسناد کے ساتھ بیان کی جائے۔ گویا اصلاً ہر حدیث کے دو حصے ہوتے ہیں ایک اسناد کا اور دوسرا متن کا جس میں سنت مذکور ہوتی ہے۔ پھر حدیث کی اقسام بھی سنت کی اقسام سے بہت زیادہ ہیں جن میں سے کچھ اسناد کی تنقید یعنی روایت سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ متن پر تنقید یعنی درایت سے تعلق رکھتی ہیں۔

یہی فرق ایک ماہر سنت اور ایک ماہر حدیث یا محدث میں ہے۔ ماہر سنت وہ شخص ہے جو سنت رسول ﷺ یا اسوۂ حسنہ سے پوری طرح واقف ہو جبکہ ماہر حدیث یا محدث وہ شخص ہے جو اسوۂ رسول ﷺ سے پوری طرح واقف ہونے کے علاوہ راویوں کی تاریخ ان کی ثقاہت و عدالت اور ان کے باہمی روابط سے بھی پوری طرح واقف ہو۔

۲۔ بلحاظ وسعتِ معانی

ابتداء سنت رسول ﷺ کے لفظ کا اطلاق بالعموم اقوال رسول ﷺ پر ہوتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر حمید اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہمام بن منبہ کا جو صحیفہ شائع کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس میں ۱۳۸ احادیث ہیں۔ اور یہ اقوال رسول ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ پھر سنت میں آپ کے ہر فعل، عمل اور سکوت کو بھی شامل کیا گیا۔ پھر ہر اس بات کو بھی جس کا تعلق کسی نہ کسی پہلو سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ یہاں تک سنت کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن حدیث کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے اس میں صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال بھی شامل ہوتے ہیں جنہیں اثر (جمع آثار) کہا جاتا ہے اور یہ آثار بھی احادیث اور اسی طرح کتب احادیث میں شامل ہیں۔

۳۔ بلحاظ صحت و سقم

سنت رسول ہر وہ حدیث ہے جو منسوب الی الرسول ﷺ ہو اور تنقید کے جملہ معیاروں پر پوری اترنے کے بعد درست ثابت ہو۔ گویا سنت رسول ﷺ کے متعلق دو ہی باتیں کہی جا سکتی ہیں کہ آیا وہ سنت رسول ﷺ ہے یا نہیں جبکہ احادیث بعض صحیح ہوتی ہیں، بعض حسن، بعض ضعیف، بعض موضوع، بعض متروک اور اس لحاظ سے احادیث کی بے شمار اقسام ہیں جبکہ ہم کسی سنت رسول ﷺ کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف ہے یا موضوع وغیرہ وغیرہ، سنت رسول صرف وہی کہلا سکتی ہے جو ممکنہ انسانی ذرائع سے درست ثابت ہو۔

۴۔ بلحاظ تعداد

سنت اور حدیث میں چوتھا فرق بلحاظ تعداد یہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے یہ الفاظ کہ انما الاعمال بالنیات آپ کی سنت قولی ہے۔ اور یہ ایک سنت قولی تقریباً سات سو طریقوں سے مذکور ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ ایک سنت بلحاظ حدیث سات سو احادیث شمار ہوں گی۔ اس طرح احادیث کا شمار سنن و آثار سے بیسیوں گنا بڑھ جاتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ امام بخاری کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ تو اس سے مختلف طرق اسانید ہی مراد ہوتے ہیں جبکہ حقیقتاً اخبار و آثار کی تعداد اس تعداد سے بہت کم ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ ایک حدیث میں کئی سنن مذکور ہوتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث یا اہل سنت کون؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ﴾ (الزمر: ۳۹/۲۳)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث (قرآن) نازل کی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت کچھ یوں فرمائی:

((فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ))[1]

''بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب (قرآن) ہے۔''

جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی حدیث ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت بھی حدیث ہے تو اب جو شخص بھی یہ کہے کہ میں اہل حدیث ہوں تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ قرآن و سنت کو ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں حدیث ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی جلی اور وحی خفی یعنی کتاب و سنت نازل ہوئیں اور ان دونوں کو حدیث کہا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اہل حدیث ہوئے نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ ﷺ نے کتاب و سنت کی تعلیم دی اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ سکھایا۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اہل حدیث ہوئے۔

بعض لوگ عوام الناس کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اہل حدیث ایک نئی جماعت ہے۔ لیکن اہل حدیث کوئی جماعت' گروہ یا فرقہ نہیں ہیں۔ جب سے اس دنیا میں حدیث (قرآن و سنت) موجود ہے۔ اسی وقت سے اس حدیث کو ماننے والے (اہل حدیث) موجود ہیں۔ اور ان شاء اللہ موجود رہیں گے۔

قرآن اور حدیث ہی حق ہیں لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک حق پر رہنے والی جماعت وہی ہے جو صرف قرآن و سنت کی اتباع کرتی ہے۔ اور وہ اہل حدیث ہے کیونکہ ان کا مذہب صرف قرآن و حدیث ہے

[1] صحیح مسلم: کتاب الجمعة باب تخفیف الصلاۃ والخطبة ۲۰۰۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ سے ہم کو ورثے میں ملی ہیں دو کتاب
ایک کلام اللہ دوم آپ کا فصل الخطاب

حقیقت یہی ہے کہ اس دنیا میں اگر کوئی جماعت نبی کریم ﷺ کی حدیث اور سنت کو حجت مانتی ہے اور ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک اس کی حفاظت کر رہی ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت اہل حدیث ہے۔ ان کے سوا باقی تمام لوگوں نے امتیوں کو ہی اپنا رہبر و رہنما مان رکھا ہے اور انہی کی تعلیمات کو قابل عمل جانتے ہیں جبکہ اہل حدیث نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں نہ کسی امتی کو واجب الاتباع مانتے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے قیاس اور رائے کو اہمیت دیتے ہیں۔

سنت کا ماخذ ...... وحی

وحی الٰہی کا دائرہ صرف کتاب اللہ تک محدود نہیں بلکہ وحی ایک ایسا عمل ہے جو پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ اس لیے آپ ﷺ دینی احکام کی توضیح و تشریح کے ضمن میں کچھ ارشاد فرماتے ہیں' اس سے منشائے الٰہی کی پوری ترجمانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ دو طرح کی تھی۔

۱۔ متلو (جس کی تلاوت کی جاتی ہو): یعنی قرآن حکیم۔

۲۔ غیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جاتی ہو): اس سے مراد سنت یا حدیث ہے۔

کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىۙ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىۙ﴾

(سورۃ النجم: ۵۳/۳-۴)

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا وہ تو ایک وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

دوسری آیت میں فرمایا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۴/۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی حقیقت میں اس نے اطاعت کی۔''

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ))[1]

''سنو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (سنت) بھی۔''

حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس اسی طرح وحی لے کر آیا کرتے تھے جیسے قرآن لے کر آتے تھے اور اسے آپ کو اسی کی طرح ہی سکھایا کرتے تھے۔

نبی ﷺ کا وہ اجتہاد جو وحی نازل نہ ہونے کی صورت میں بعض مواقع پر آپ ﷺ نے فرمایا' اس کا حکم بھی وحی کا ہے کیونکہ ان مواقع پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو چھوڑ نہ دیتا بلکہ آپ ﷺ کا اجتہاد اگر صحیح ہوتا تو اسے برقرار رکھتا اور اگر غلط ہوتا تو اس کی تصحیح کر دیتا۔

سنت مثل قرآن ہے سنت اپنے ثبوت میں بھی ہم پایہ قرآن ہے۔ اس لیے کہ قرآن امت کے قوی تواتر سے ثابت ہے اور سنت عملی تواتر سے۔ ہم ان دونوں کو مؤخر نہیں کر سکتے اور کسی کو ادنیٰ و اعلیٰ قرار نہیں دے سکتے۔ دونوں دین کے قیام کے لیے یکساں ضروری ہیں۔ قرآن اور حدیث ہی حق ہیں لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک حق پر رہنے والی جماعت وہی ہے جو صرف قرآن اور حدیث کی اتباع کرتی ہے اور مخالفین سے ان کا دفاع کرتی ہے اور خود کو قرآن و سنت کی طرف منسوب کرتی ہے۔

بلاشبہ قرآن وسنت کا تعلق آپس میں ایسا ہی ہے جیسا روح اور جسم کا۔ دونوں کی یکجائی کا نام زندگی اور علیحدگی کا نام موت ہے۔

---

[1] ابو داؤد: کتاب السنة باب فی لزوم السنة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباعِ سنت کے لیے بنیادی شرط......حبِ رسول ﷺ

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب دین نامکمل ہے

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے بنی آدم کی ہدایت کے لیے انبیاءِ کرام کا سلسلہ جاری کیا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہیں۔ آپ ﷺ چونکہ خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔ اس لیے سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب ہر انسان کے لیے آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی پیروی کرنا لازم وملزوم ہے۔

ایک شخص کسی دوسرے شخص کی پیروی اور تقلید صرف اسی وقت ہی کر سکتا ہے جب وہ اس سے عقیدت رکھتا ہوگا اور محبت کرتا ہوگا۔ محبت کے بغیر کسی کی اتباع اور پیروی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اور اگر بالفرض محبت کے بغیر کسی کی پیروی کر بھی لی جائے تو وہ کامل صورت میں نہ ہوگی بلکہ محض ایک ڈھونگ ہوگا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا ہمارے ایمان کا ایک لازمی جزو ہے اور اس جزو کی تکمیل صرف اسی وقت ہوسکتی ہے جب ہم آپ ﷺ سے محبت کریں گے۔ یاد رہے کہ اتباعِ سنت کے لیے بنیادی شرط حبِ رسول ﷺ ہے۔

محبت ایک فطری کشش کا نام ہے۔ یہ ایک ایسا میلانِ نفس ہے جو ہمیشہ پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی جانب ہوا کرتا ہے۔ یہ محبت اگر قرابت داری کی بنیاد پر ہو تو ''طبعی محبت'' کہلاتی ہے اور اگر کسی کے جمال و کمال یا احسان کی وجہ سے ہو تو ''عقلی محبت'' کہلاتی ہے اور اگر یہ محبت مذہب کے رشتے کی بنیاد پر ہو تو ''روحانی محبت یا ایمان کی محبت'' کہلاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت طبعی بھی ہو سکتی ہے جیسی اولاد کی محبت باپ سے ہوتی ہے کیونکہ آنحضور ﷺ امت کے روحانی باپ ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات روحانی مائیں جیسا کہ سورۂ احزاب میں فرمایا گیا: وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ، بعض شاذ قرائتوں میں هو ابوهم کا لفظ بھی آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تمہارے والد کی جگہ پر ہیں تو جس طرح حقیقی باپ سے محبت طبعی ہے اسی طرح آپ ﷺ سے محبت ایک مسلمان کے لیے بالکل فطری امر ہے۔

حدیث شریف کی رو سے نبی کریم ﷺ سے محبت شرط ایمان ہے آپ ﷺ کی محبت کے بغیر کسی بھی شخص کا ایمان معتبر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ایمان و اسلام کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے تمام رشتوں سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کریں اور اپنے جذبات و احساسات کا مرکز آپ ﷺ کی ذات گرامی کو بنائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ))[1]

”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے اپنے والدین' اپنی اولاد اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔“

جس طرح نبی کریم ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کے مترادف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۳/۳۱)

”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو' خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“

درحقیقت اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں ہر چیز کی محبت سے زیادہ ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح بخاري: كتاب الايمان باب حب الرسول من الايمان ۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۲۳،۲۴)

''اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو کوئی ان کو دوست رکھے گا سو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بگڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو یہ سب تم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

ان آیات میں صاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ ہونی چاہیے۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان آیات کریمہ میں دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی محبت واجب اور ہر محبوب چیز پر مقدم ہے اس عقیدہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مغفل بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ کہہ رہے ہو سوچ سمجھ کر کہو تو اس نے تین دفعہ کہا' اللہ کی قسم! مجھے آپ ﷺ سے محبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو فقر و فاقہ کے لیے تیار ہو جاؤ (کہ میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے) کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے جتنا پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔''[1]

پس جس کے دل میں حب رسول اللہ ﷺ ہے اسے چاہیے کہ حضور ﷺ کی سنت کی پیروی میں اپنے اندر سادگی، صبر و تحمل، قناعت اور رضا بالقضا کی صفات پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے۔

فرمان رسول ﷺ ہے:

''جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''[2]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھ محبت کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے اور اس حدیث میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ جسے حضور ﷺ سے محبت ہوگی وہی آپ ﷺ کی اتباع کی راہ (جنت کی راہ) پر گامزن ہوگا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی سنت کی نصرت و تائید کرنا، آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع کرنا اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے وقت آپ ﷺ پر اپنی جان و مال فدا کرنے کی غرض سے موجود ہونے کی تمنا کرنا آپ ﷺ کی محبت میں سے ہے۔''[3]

ڈاکٹر خالد علوی کے نزدیک:

''قرآن پاک نے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کو کائنات کی تمام چیزوں سے بلند قرار دیا ہے اور مومنوں کو تنبیہ کی کہ اگر انہوں نے کسی چیز کی محبت اللہ اور اس کے

---

[1] ترمذی: کتاب الزهد۔باب ما جاء فی فضل الفقر ۲۳۵۰

[2] ترمذی: کتاب العلم۔ باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب ۲۶۷۸

[3] نسیم الریاً فی شرح الشفاء لقاضی عیاض ج ۳۔ ص ۴۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کی محبت پر غالب کر دی تو انہیں اللہ کی گرفت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔''

حب رسول ﷺ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جو کام نبی اکرم ﷺ نے کیا وہی ہم بھی کریں۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

''دل کی حقیقی محبت' طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ جب انسان کسی کی پیروی کرتا ہے تو وہ صرف اس حکم ہی کی پیروی نہیں کرتا جو وہ اپنی زبان سے واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے بلکہ وہ اس کی ہر ادا کی پیروی کو بھی اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہے اور اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ میرے محبوب کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند' ان کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟ ان کی گفتگو کا انداز کیا ہے؟ چلتے کیسے ہیں اور لباس کونسا پہنتے ہیں؟ انہیں کھانے میں کیا چیز مرغوب ہے ان چیزوں کے بارے میں خواہ کبھی کوئی حکم نہ دیا گیا ہو لیکن جس کے دل میں کسی کی محبت حقیقی جاگزیں ہو جائے تو اس کی ہر ہر ادا کی نقالی اور اس کے ہر ہر قدم کی پیروی وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔''

مجازی عاشقوں کا حال یہ ہے کہ اپنے محبوب کے اشارے پر چلتے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی کرتے چلے جاتے ہیں اسی کے رنگ میں ڈھل جاتے ہیں ...... تو وہ محبوب جو سب محبوبوں سے زیادہ اطاعت کا مستحق ہے جو الرؤف الرحیم ہے ...... اگر باطل محبوبوں کے اشاروں پر چلا جا سکتا ہے تو اس سچے محبوب کے اشاروں پر کیوں نہیں چلا جا سکتا؟

الغرض حب رسول ﷺ سے مراد یہ ہے کہ ہر حال میں اسوۂ رسول کو قابل تقلید نمونہ بنایا جائے اور اس کی ہر حال میں اتباع کی جائے ...... آنحضرت ﷺ خواہ خلوت میں ہوں یا جلوت میں' مسجد میں ہوں یا میدان جہاد میں' منبر پر ہوں یا گوشہ تنہائی میں۔ ہر وقت اور ہر شخص کو حکم تھا کہ جو کچھ میرا حال اور کیفیت ہو منظر عام پر لائی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۷/۱۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس جو لوگ اس نبی (حضرت محمد ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور (قرآن) کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔''

پس ثابت ہوا کہ حب رسول ﷺ وہ پہلا زینہ ہے جس پر چڑھنے کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کی اتباع کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۵۹/۷)

''اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کی تکمیل اور دخول جنت کے لیے بے حد ضروری ہے اور رسول ﷺ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ))[1]

''جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

محبت رسول ﷺ دنیا و آخرت کی بڑی دولت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی
کرے جو اطاعت محمد ﷺ کی دل سے اسے پیرو مرشد کی حاجت نہ ہوگی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہوگی

اے رب ذوالجلال والاکرام! ہمارے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی سچی محبت پیدا فرما اور ہمیں سنت رسول ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ (آمین)

---

[1] ترمذی: کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة ۲٦٧٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ بحث

انسانی ترقی کے چار بڑے مدارج ہیں: مسلم' مومن' محب اور محبوب۔

① مسلم وہ ہے جو اسلام کے ظواہر کا پابند ہے۔

② مومن وہ ہے جس کے قلب میں ایمان داخل ہو چکا ہو۔

③ محب وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے

④ اور محبوب وہ ہے جسے اللہ کی محبت حاصل ہو گئی۔

حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ کی متابعت انسان کو آخری درجہ پر فائز کر دیتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مجھے اپنے باپ' اپنی اولاد اور دنیا کی ہر شے سے محبوب تر نہیں سمجھتا' اس کا ایمان مکمل نہیں۔

دراصل حضور ﷺ کی متابعت ہو ہی نہیں سکتی جب تک حضور ﷺ سے پیار نہ ہو۔ حضور ﷺ کامل ترین شخصیت ہونے کی حیثیت سے ہر فرد کے لیے آئیڈیل ہیں۔ حضور ﷺ کا عمل پیہم' صبر و استقلال' بردباری اور تحمل' شجاعت و بہادری' حضور ﷺ کی تحریک اور تحریک کو چلانے کا ڈھنگ' چلنے کا انداز' نشست و برخاست اور انداز گفتگو ہر چیز ہی تو مثالی ہے اسی لیے قرآن پاک میں آپ ﷺ کے لیے ''شاہد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ حضور ﷺ سے محبت گویا انسانی آئیڈیل سے محبت ہے اور محبت سے متابعت کتنی آسان ہو جاتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع سنت کی ضرورت واہمیت

دین اسلام میں یہ بات ایک مسلمہ اصول کی حیثیت رکھتی ہے کہ اسلامی عقائد میں ایمان باللہ کے بعد ایمان بالرسول کا درجہ ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے ارشادات گرامی کو بلا حیل و حجت تسلیم کیا جائے۔ آپ ﷺ کے افعال کو اپنے لیے اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کو اپنے لیے مشعل راہ قرار دیا جائے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (احزاب: ۲۱/۳۳)

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔''

آنحضور ﷺ کی ذات اقدس اسی صورت میں نمونہ قرار دی جاسکتی ہے جب اپنی سیرت وسوانح کو آپ ﷺ کے پیش کردہ سانچے میں ڈھالا جائے اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی ہدایات وتعلیمات کو اپنایا جائے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد وحید یہ ہے کہ ان کے احکام و افعال کی روشنی میں امت اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے اور اپنے دامن کو فلاح ونجات کے گوہر مقصود سے مالا مال کر سکے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء: ۶۴/۴)

''ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کامیابی کی ضمانت بھی انہی لوگوں کو دی ہے جو رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور سنت کا اتباع کریں گے۔ اور جو رسالت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یہ ﷺ کے منکر ہونگے وہ دنیا و آخرت دونوں میں ناکام و نامراد ہونگے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ﹰالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾

(الاعراف: ۷، ۱۵۸)

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں' جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی (حضرت محمد ﷺ) پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ ہدایت پر آجاؤ۔''

یہ آیت رسالت محمد یہ ﷺ کی عالم گیر رسالت کے اثبات میں بالکل واضح ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے کائنات کے انسانو! میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یوں آپ ﷺ پوری بنی نوعِ انسانی کے نجات دہندہ اور رسول ہیں۔ اب نجات اور ہدایت نہ تو عیسائیت میں ہے اور نہ یہودیت میں اور نہ ہی کسی اور مذہب میں۔ نجات اور ہدایت اگر ہے تو صرف اسلام کے اپنانے اور اسے ہی اختیار کرنے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتباع سنت پر عمل کرنے کی تائید اس وجہ سے بھی زیادہ کی ہے کہ سب انبیاء پر آپ ﷺ کو فضیلت اور برتری حاصل ہے اور آپ ﷺ کی امت سب امتوں سے شان اور مرتبے میں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی محبت لازم اور آپ ﷺ کی اتباع فرض قرار دی ہے۔ اور آپ ﷺ کو ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/۱۰۷)

''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ (النساء: ۴/۵۹)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی۔

سنت قرآن کی تفسیر ہے

اتباع سنت ہماری زندگیوں میں بے پناہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ سنت ہی دراصل قرآن کی توضیح وتشریح کرتی ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار احکامات ایسے ہیں جن کا تعین تشریح نبوی ﷺ کے بغیر ناممکن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾ (النحل: ۱۶/۴۴)

''اور ہم نے آپ ﷺ پر ذکر (قرآن کریم) کو نازل کیا تاکہ آپ نازل کردہ کتاب کی تشریح کریں۔''

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ قرآن حکیم کے شارح و ترجمان تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے قرآن حکیم کے مجمل الفاظ کی تشریح کی اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

❶ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ (البقرہ: ۲/۴۳)

''نماز قائم کرو''

یہ نہیں بتایا کہ نماز کی عملی صورت کیا ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ اس میں قیام اور رکوع و سجود کی ترتیب کیا ہے؟ اس کی شرائط و ارکان کیا ہیں؟ درود شریف' التحیات' دعائے قنوت اور نماز میں پڑھی جانے والی دیگر ادعیہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب باتیں رسول اکرم ﷺ نے بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))[1]

''ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔''

۲ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرہ ۲/۴۳)

''زکوٰۃ ادا کیجئے۔''

قرآن نے یہ نہیں بتایا کہ کن اشیاء میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے؟ مختلف اشیاء میں زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟ مختلف اشیاء میں زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ یہ سب باتیں قرآن کے مفسر اعظم حضرت محمد ﷺ نے امت کو بتائیں۔

۳ قرآن میں فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا﴾ (مائدہ ۵/۳۸)

''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔''

اس آیت میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم تو دیا گیا ہے مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ ہاتھ کہنی تک کاٹا جائے یا کندھے تک' عربی میں پورے بازو کے لیے ''ید'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ ساری باتیں نبی کریم ﷺ نے بتائیں۔

۴ قرآن میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ (ال عمران ۳/۹۷)

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ آیا حج سال میں ایک دفعہ فرض ہے یا ہر سال؟ حج کے احکام کیا ہیں اور ان کی ترتیب کیا ہے؟ اس سوال کا جواب بھی صرف نبی اکرم ﷺ سے ملتا ہے۔

۵ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال و حرام کا ایک اصول بتا دیا کہ طیب (پاکیزہ) چیزیں حلال اور غیر طیب حرام ہیں چند مثالیں بھی بتا دیں اور مزید وضاحت نبی اکرم ﷺ پر چھوڑ دی۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعة ٦٣١

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (الاعراف: ۷/۱۵۷)

''اور (ہمارا نبی ﷺ) ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔''

حضور ﷺ نے اس اصول کی روشنی میں گدھے' پھاڑنے والے جانوروں اور پنجہ دار پرندوں کو حرام ٹھہرایا۔

قرآن میں مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن آنحضور ﷺ نے مچھلی اور ٹڈی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

◆ ۶ قرآن کریم کے مطالب و معانی کو سنت کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا۔ تشریح نبوی ﷺ کے بغیر قرآنی احکام سمجھنے میں کیا کیا غلطیاں ہوسکتی ہیں؟ اس کی بعض مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی صادر ہوئیں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ وضو کے لیے پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔ ایک صحابی کو تیمّم کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ ایک مرتبہ جب انہیں پانی نہ ملا تو مٹی میں لیٹنے لگے۔ بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچ کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے ہی انہیں تیمّم کا صحیح طریقہ بتلایا۔[1]

◆ ۷ قرآن کریم نے صرف دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح سے منع کیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے مزید وضاحت بھی کردی کہ پھوپھی' بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بھی بیک وقت نکاح نہیں ہوسکتا۔ نیز جن عورتوں کے ساتھ نسبی تعلقات کی بناء پر نکاح حرام ہے۔ رضاعی تعلقات کی بناء پر بھی ان کے ساتھ نکاح کو حرام ٹھہرایا۔ مثلاً رضاعی ماں' رضاعی بہن وغیرہ۔

مذکورہ بالا امثال اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں کہ حدیث وسنت کے بغیر رسالت پر ایمان کا مفہوم نہ تو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جا سکتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التیمم۔ باب التیمم هل ینفخ فیهما ۳۳۸۔
صحیح مسلم کتاب الطهارة باب التیمم ۸۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک میں بے شمار آیات ایسی ہیں جو اتباع سنت کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں۔

﴿ وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ﴾

(النسآء ۴: ۱۱۳)

''اور اللہ نے تجھ پر کتاب و حکمت (قرآن و سنت) اتاری اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا۔''

رسول اللہ ﷺ کی اتباع اس لیے کی جاتی ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک اللہ کے احکام پہنچتے ہیں ہم خدا کی عبادت صرف اسی طریقے سے کر سکتے ہیں جب آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ الغرض سنت رسول ﷺ شریعت اسلامیہ کا ماخذ' قرآن کی تفسیر' اطاعت رسول ﷺ کی اساس عبادات اور احکامات کی تفصیل' عہد رسالت کے ثقافتی ورثہ کی ترجمان اور تاریخی روایات کی امین ہے۔

آپ ﷺ نے جو دین پیش کیا وہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستور زندگی ہے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام نے زریں اصول نہ دیئے ہوں۔ مومن کامل وہ ہے جو کسی کام کو انجام دینے سے پہلے یہ سوچے کہ جو کچھ وہ کرنے جا رہا ہے کیا وہ شریعت کے عین مطابق ہے؟ جب تک کوئی شخص اپنے عزائم و اعمال اپنے جذبات اور اپنی خواہشات کو آپ ﷺ کی سنت کے تابع نہیں کرتا اس کا ایمان مشکوک رہتا ہے۔ کیونکہ سنت رسول ﷺ دین میں حجت ہے اور اس کے بغیر نہ دین کی تکمیل ہوتی ہے اور نہ ایمان نصیب ہوتا ہے۔

سنت کے اسلام میں حجت ہونے سے مراد یہ ہے کہ سنت واجب الاتباع ہے اس حقیقت سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہے۔ اس کے دلائل ہمیں قرآن سے بھی ملتے ہیں اور نبی ﷺ کے اقوال سے بھی۔ اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور بعد کے تمام علمائے امت کا تعامل رہا۔ اور اسی کی تلقین آئمہ اربعہ نے بھی اپنے اقوال وافعال سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ ذیل میں ہم ان سب کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں:

① قرآن اور اتباع سنت ② حدیث اور اتباع سنت

③ صحابہ کرام اور اتباع سنت ④ ائمہ سلف اور اتباع سنت

(۱) اتباع سنت اور قرآن

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے اور اسلام کی پہلی دعوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے اور آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس اقرار و ایمان کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کا طریقہ تلاش کیا جائے۔ اس طریقے کی تلاش ہمارے لیے اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے جب ہم حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر پہلو کا بغور مطالعہ کریں گے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع دین اسلام کا لازمی جزو ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع اس لیے کی جاتی ہے کیونکہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق صرف اسی وقت اور اسی طریقے سے ادا کرسکتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال کی اتباع کریں گے۔

ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال' ارشادات' آپ ﷺ کی سیرت و سوانح اور آپ ﷺ کے بیان کردہ اوامر و نواہی کو واجب الاطاعت قرار دیا جائے اور انہیں عملی صورت میں اپنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر اتباع سنت پر عمل کرنے کی بار بار تلقین کی گئی ہے کیونکہ اتباع رسول ہی دنیاوی و اخروی فلاح کا ذریعہ ہے۔

(۱) رسول اکرم ﷺ کی اتباع ہی درحقیقت کامیابی و فلاح کی کنجی ہے

انسان کی ساری جدوجہد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ کامیاب زندگی گزارے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید اس بات کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور ۵۱/۲۴)

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾

(النور ۲۴ ۵۲)

''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی' اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں' خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے ہیں پس وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (النساء ۱۳/۴)

''اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب ۷۱/۳۳)

''اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا تو اس نے بڑی کامیابی پالی۔''

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (الاعراف: ۱۵۷/۷)

''جو لوگ ایسے رسول' نبی' امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (پابندیاں) تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ پس جو لوگ اس نبی (حضرت محمد ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور (قرآن) کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔''

(۲) اتباع رسول رحمت الٰہی کے نزول کا واحد ذریعہ ہے

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۳۲/۳)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور: ۵۶/۲۴)

''اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرسول النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ﴾

(الاعراف: ۱۵۶/۷' ۱۵۷)

''اور میری رحمت سب چیزوں پر محیط ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں' وہ لوگ جو میرے رسول نبی امی (حضرت محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرنے والے کو اجرو ثواب کی بشارت

﴿ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ ﴾ (ال عمران: ۳/۱۷۲)

''جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے' ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیز گاری برتی ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے۔''

﴿ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ﴾ (الفتح: ۴۸/۱۶)

''پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں بہت بہتر بدلہ دے گا۔''

﴿ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (الحجرات: ۴۹/۱۴)

''تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۲۹)

''اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو (یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں۔''

﴿ وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۳۱)

''اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لیے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے۔''

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرنے والے کو قیامت کے دن نبیوں' صدیقوں اور متقین کی رفاقت نصیب ہوگی

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝﴾

(النساء: ۴/ ۶۹)

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے' جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ' یہ بہترین رفیق ہیں۔''

۵۔ محبت الٰہی کا طالب اتباع رسول ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکتا ہے اور اپنے گناہ معاف کرواسکتا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (ال عمران: ۳/ ۳۱)

''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری (محمد ﷺ کی) تابعداری کرو' خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ (ال عمران: ۳/ ۵۰)

''پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری (محمد ﷺ کی) فرمانبرداری کرو۔''

۶۔ حصول جنت کا مدار اتباع رسول پر ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (النساء: ۴/ ۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

۷۔ دنیوی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے:

﴿قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾

(الاعراف ۷ ۱۵۸)

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی (حضرت محمد ﷺ) پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آ جاؤ۔''

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝﴾ (الانفال ۸/۲۰)

''اے ایمان والو! اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس (کا کہنا ماننے) سے روگردانی مت کرو سنتے جانتے ہوئے۔''

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النور ۲۴/۵۶)

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے رہو۔''

﴿اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ﴾

(الاعراف ۷/۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم لوگ اس (قرآن) کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کا اتباع مت کرو۔''

(۸) رسول اللہ ﷺ کے حکم کی موجودگی میں اپنی مرضی چلانے یا کسی دوسرے کے حکم پر عمل کرنے کی دین اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/۳۶)

''اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۵۹/۷)

''اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ۔''

مومن کو چاہیے کہ اللہ اور رسول کے کیے گئے فیصلے کے متعلق عدم اطمینان کا شائبہ تک دل میں نہ لائے اور آپ ﷺ کے دیئے گئے حکم پر عمل کرے اور جس کام سے آپ ﷺ نے منع فرمایا باز رہے۔

(۹) اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد سنت پر عمل کرنا ہی مومن ہونے کی واضح دلیل ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (الانفال: ۸/۱)

''اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔''

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا﴾

(الحجرات: ۴۹/۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں۔''

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (النور: ۲۴/۶۲)

''باایمان لوگ تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر یقین رکھتے ہیں۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء ۴/۵۹)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (الحجرات: ۴۹/۱)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہی اصل مومن ہیں اس لیے انہیں قرآن میں ایمان والے کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

(۱۰) اطاعت رسول ﷺ امت مسلمہ کے اتحاد کا باعث ہے اور اس سے انکار لڑائی جھگڑے اور انتشار کو جنم دیتا ہے

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (الانفال: ۸/۴۶)

''اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے رہو' آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' صبر و ہمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرو' یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(۱۱) نبی کریم ﷺ ہی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں اسی لیے آپ ﷺ کی اتباع ہر مومن پر واجب ہے:

• نبی کریم ﷺ کے فرامین اور آپ ﷺ کے طریقہ مبارک پر عمل کرنا اس لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ قرآن کا عملی نمونہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا اخلاق کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی آپ ﷺ کا طرز زندگی قرآن ہی ہے۔[1]

اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی ذات پاک ہی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱/۳۳)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔"

یعنی آپ ﷺ کے تمام اقوال' افعال اور احوال مسلمانوں کے لیے واجب الاتباع ہیں۔

۱۲۔ اتباع سنت سے منہ موڑنے والا مومن نہیں منافق ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا﴾ (النساء: ۶۱/۴)

"ان سے جب بھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام (قرآن) کی اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ (سنت) سے منہ پھیر کر رک جاتے ہیں۔"

﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء: ۸۰/۴)

---

[1] مسند احمد ۶/ ۱۶۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس رسول ﷺ کی جو بھی اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جو (منافق) منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۝﴾ (النساء: ۴/۸۱)

''یہ (منافق) کہتے تو ہیں کہ ہم نے اطاعت کی لیکن جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو انہی کی ایک جماعت' جو بات آپ نے یا انہوں نے خود کہی ہوتی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورے کرتے ہیں ان کی راتوں کی بات چیت اللہ لکھ رہا ہے' تو آپ ﷺ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں' اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے۔''

(۱۳) اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈالنے اور ان سے روگردانی کرنے والا مومن نہیں کافر ہے

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

(ال عمران: ۳/۳۲)

''کہہ دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو' اگر یہ منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ (الانفال: ۸/۲۰)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی مت کرو۔''

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ (النور: ۲۴/۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، رسول ﷺ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول اللہ ﷺ کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تمہارے ذمے ہے۔ ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب تم رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے۔''

۱۴۔ رسول اللہ ﷺ کی کسی بات یا فیصلے سے اختلاف کرنا ایمان کے منافی ہے لہٰذا ایسا کرنے والے لوگ مومن نہیں بلکہ منکرین سنت ہیں:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ۴/۶۵)

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو بھی فیصلہ آپ کریں اس پر اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔''

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النسآء: ۴/۱۱۵)

''جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ (کی سنت) کی خلاف ورزی کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے تو ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا۔''

۱۵۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے کیونکہ ایسا کرنا کھلی گمراہی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ (الفتح: ۱۷/۴۸)

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیر لے گا اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔''

﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾ (الاحزاب: ۳۶/۳۳)

''اور جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

۱۶۔ سنت ہی وہ مستند ذریعہ ہے جس کی بدولت اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا' لہٰذا اتباع رسول واجب ہے

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ (المآئدہ: ۹۲/۵)

''لوگو! اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور نافرمانی کرنے سے باز آجاؤ لیکن اگر تم نے حکم نہ مانا تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے علاوہ کوئی ذمہ داری نہیں۔''

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ (تغابن: ۱۲/۶۴)

''اللہ اور رسول ﷺ کی بات مانو اور اگر نہ مانو گے تو یاد رکھو ہمارے رسول ﷺ پر صاف صاف حق بات پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔''

(۱۷) اتباع رسول ﷺ سے کنارہ کشی اختیار کرنا اپنے اعمال کو برباد کرنے کے مترادف ہے:

﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴾ (النساء: ۴/۱۴)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدود سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ایسے ہی لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابُ النَّارِ ○ ﴾ (الانفال: ۸/۱۴-۱۳)

''اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے پس بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے سو اب یہ سزا چکھو اور جان لو کہ کافروں کے لیے جہنم کا عذاب ہی مقرر ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴾ (محمد: ۴۷/۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

﴿ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ (الفتح: ۴۸/۱۶)

''اور اگر تم نے (اطاعت رسول ﷺ سے) منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔''

(۱۸) ایسے لوگ منافق ہیں جو زبان سے اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن عملاً اس کا انکار کرتے ہیں:

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ (النور: ۲۴/۴۸-۴۷)

''لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اطاعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کی ہے پھر (اقرار کرنے کے بعد) ان میں سے ایک گروہ (اطاعت سے) منہ پھیر لیتا ہے ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں (کیونکہ) جب ان کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ﷺ ان کے باہمی معاملات کا فیصلہ کریں تو ان میں سے ایک فریق کترا جاتا ہے (منہ پھیر لیتا ہے)۔''

(۱۹)۔ ایمان سے محرومی' کفر پر خاتمہ اور جہنم کا دائمی عذاب یہ سب اتباع سنت سے انکار کا نتیجہ ہیں:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۶۳)

''سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۷)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں (یعنی آپ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں) ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت پڑے گی اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔''

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۶۶)

''اس (قیامت) کے دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے (اور وہ بڑی حسرت اور افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے۔''

﴿وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا﴾

(الفتح: ۴۸/ ۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان نہ لائے تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔''

(۲۰)۔ اتباعِ سنت کا انکار کرنے والوں کے حیلے بہانے اور دلائل

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۷۰)

''اور ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن) کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا گو ان کے باپ دادے بے عقل اور بھٹکے ہوئے ہوں۔''

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ (لقمن: ۳۱/۲۱)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی (قرآن) کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اسی کی تابعداری کریں گے' اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔''

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے جب کافروں اور مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرو اور اپنی ضلالت و جہالت چھوڑ دو تو وہ یہ بہانا کرتے ہیں کہ ہم صرف وہی کریں گے جو ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے درحقیقت یہ لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اتباع کے انکاری ہیں۔

اتباعِ سنت اور احادیث نبویہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے خود کتاب اللہ (قرآن) اور سنت (حدیث) کو ایک ہی حکم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رکھ کر امت مسلمہ کو ان پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔

ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ ﷺ))[1]

''یعنی میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے۔''

اس حدیث میں سنت سے مراد اتباع رسول ہے۔ یعنی جو تعلیم رسول اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے امت مسلمہ کو دی ہے اس کی پیروی کی جائے اور بلاشبہ آپ ﷺ کی پیروی ہر مسلمان پر واجب ہے۔

(۱) حضرت محمد ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''[2]

(۲) احکامات الٰہیہ کی طرح احکامات نبویہ بھی واجب الاتباع ہیں:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! یاد رکھو قرآن ہی کی طرح ایک اور چیز (یعنی حدیث) مجھے اللہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ خبردار! ایک وقت آئے گا کہ ایک پیٹ بھرا (یعنی متکبر شخص) اپنی مسند پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا لوگو! تمہارے لیے یہ قرآن ہی کافی ہے اس میں جو چیز

[1] مؤطا مالك كتاب الجامع باب النهى عن القول فى القدر

[2] صحيح مسلم: كتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فى غير معصية رقم الحديث ۴۷۴۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال ہے بس وہی حلال ہے اور جو چیز حرام ہے بس وہی حرام ہے"[1] حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے وہ ایسے ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔" ایک آدمی نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج ادا کریں؟" رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اس آدمی نے تین مرتبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج ادا کرنا واجب ہو جاتا اور پھر اس پر عمل کرنا تمہارے لیے ممکن نہ ہوتا' لہٰذا جتنی بات میں تم سے کہوں صرف اسی پر اکتفا کرو' تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال اور اختلاف کرتے تھے۔" (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) "جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو (زیادہ سوال کرنے کی بجائے) اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اسے چھوڑ دو۔"[2]

(۳) صرف وہی شخص ایمان کی حلاوت پائے گا جسے آپ ﷺ سے محبت ہوگی:

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی لذت کے حصول کا ایک سبب حبِ رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت (لذت) پائے گا۔ ① جسے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ پیارا ہوگا۔ ② جو کوئی کسی سے محض اللہ کی خاطر محبت کرے گا۔ ③ کفر سے نکل آنے کے بعد اس میں لوٹنے کو ویسا ہی ناپسند کرے گا جیسا

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب السنة۔ باب فی لزوم السنة ۴۶۰۴

[2] صحیح مسلم: کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر ۳۲۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آگ میں گرنے کو ناپسند کرتا ہے۔"[1]

(۴)۔سنت کا اتباع کرنے والا مومن اور اس کا منکر کافر ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فرشتوں کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا بیشک آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل بیدار ہے پھر فرشتوں نے کہا: تمہارے اس ساتھی کی ایک مثال ہے وہ بیان کرو۔" کچھ فرشتوں نے کہا "آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سو رہے ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مثال بیان کرنے کا کیا فائدہ؟)" لیکن کچھ فرشتوں نے کہا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ تو واقعی سو رہی ہے لیکن دل جاگتا ہے۔" چنانچہ فرشتوں نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا' کھانا پکایا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھا لیا۔ جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی وہ نہ تو گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی اس نے کھانا کھایا۔" پھر فرشتوں نے کہا: "اس مثال کی وضاحت کرو تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ لیں۔" بعض فرشتوں نے پھر یہ بات دہرائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سو رہے ہیں۔" لیکن دوسروں نے جواب دیا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔" چنانچہ فرشتوں نے مثال کی وضاحت یوں کی کہ "گھر سے مراد جنت ہے (جسے اللہ نے تعمیر کیا ہے) اور لوگوں کو بلانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی اس (مومن) نے گویا اللہ کی بات مانی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کیا' اس (کافر) نے گویا اللہ کی بات ماننے سے انکار کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان امتیاز کرنے والے ہیں[2] یعنی کون فرمانبردار' (مومن) اور کون نافرمان (کافر)۔"[2]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الایمان باب من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ...... ۲۱۔
مسلم: کتاب الایمان باب بیان خصال من الصف بھن وجد حلاوۃ الایمان ۱۶۵

[2] صحیح بخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ۷۲۸۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرنے والا ہی اصل میں مومن ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(۵)۔ اتباعِ سنت جنت کے حصول کا ذریعہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے' سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ! انکار کس نے کیا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے انکار کیا۔''[1] (وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا)۔

(۶)۔ اتباعِ سنت ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو امت مسلمہ کو اختلافات کی دلدل سے نکال سکتا ہے:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی نماز کے بعد ہماری طرف توجہ کی اور ہمیں بڑا موثر وعظ سنایا جس سے لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل کانپ اٹھے ایک آدمی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ آج آپ ﷺ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے جیسے یہ آپ ﷺ کا آخری وعظ ہو۔ ایسے وقت میں آپ ﷺ ہمیں کس چیز کی تاکید فرماتے ہیں؟ ہمیں کوئی وصیت بھی فرمادیجئے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے' اپنے امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (اور یاد رکھو) جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ امت میں بہت زیادہ اختلاف دیکھیں گے۔ ایسے حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم سمجھنا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ باب الاقتداء بسنن رسول الله ۷۲۸۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اس پر سختی سے جمے رہنا نیز دین میں پیدا ہونے والی نئی نئی باتوں (بدعتوں) سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا کیونکہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''[1]

(۷) وہ لوگ کبھی بھی گمراہ نہ ہوسکیں گے جو قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں کبھی اس کی بندگی کی جائے لہٰذا اب وہ اسی بات پر مطمئن ہے کہ (شرک کے علاوہ) وہ اعمال جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو ان میں اس کی پیروی کی جائے[2] لہٰذا (شیطان سے ہر وقت) خبردار رہو اور (سنو) میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوسکو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔''[1]

(۸)۔ بارگاہ خداوندی میں صرف وہی اعمال مقبول ہونگے جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہونگے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین صحابی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا جب انہیں بتایا گیا' تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو گویا کم سمجھا اور آپس میں کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ہمارا کیا مقام ہے؟ ان کی تو تمام تر (اگلی پچھلی ساری) خطائیں معاف کر دی گئی ہیں۔ (لہٰذا ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) ان میں سے ایک نے

---

1. سنن ابی داؤد: کتاب السنة باب فی لزوم السنة ۴۶۰۷

2. الترغیب و الترهیب ج۱ ص ۸۱۔ باب الترغیب فی اتباع الکتاب والسنة مجمع الزوائد ۳/ ۲۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا (آرام نہیں کروں گا)۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان سے پوچھا ''کیا تم نے ایسا کہا ہے؟ انہوں نے اقرار کیا' ان کے اقرار کرنے پر۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خبردار! اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں' لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور ترک بھی کرتا ہوں' رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں' عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں (یاد رکھو) جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''[1]

(۹) حب رسول' اتباع سنت کے ساتھ مشروط اور لازم وملزوم ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ' اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''[2]

(۱۰) وہ شخص ثواب کا مستحق ہوگا جس نے رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کیا اور لوگوں نے اس پر عمل کیا:

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے' میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی بیشی نہیں کی

[1] صحیح بخاری: کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح ۵۰۶۳

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر بھی ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جبکہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی (یعنی وہ بھی اپنی پوری سزا پائیں گے)۔''[1]

(۱۱)۔ تمام دنیوی معاملات میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت' اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح واجب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز کی رخصت اور روزہ موخر کرنے کی رخصت دی ہے جبکہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو (صرف) روزہ مؤخر کرنے کی رخصت دی ہے۔''[2]

قرآن مجید کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو دین کے احکامات سکھلاتے تھے جن پر ایمان لانا اور عمل کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح قرآن کے احکامات پر ایمان لانا اور عمل کرنا واجب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اور نبی اکرم ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے اور روزہ میرے لیے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے...... روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔''[3]

---

[1] سنن ابن ماجہ: کتاب السنۃ باب من احیا سنۃ مدامیت ۲۰۹

[2] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب اختیاط الفطر: ۲۴۰۸۔
ترمذی کتاب الصیام۔ باب ما جاء فی الافطار للحامل والمرضع ۷۱۵
ابن ماجہ کتاب الصوم باب ما جا فی الرخحصہ فی الافطار للحبل والمرضع ۱۶۶۷

[3] صحیح بخاری: کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتمتم ۱۹۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۲) رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی نافرمانی کرنے والے سزا کے مستحق ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
(افطار کیے بغیر) مسلسل روزے نہ رکھو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ آپ تو رکھتے ہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب رات کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے'' لیکن اس کے باوجود لوگ باز نہ آئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تب نبی اکرم ﷺ نے مسلسل دو دن یا مسلسل دو رات روزہ رکھا پھر (اتفاق سے) عید کا چاند نظر آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاند نظر نہ آتا' تو میں آج بھی روزہ رکھتا۔'' گویا ان کو سزا دینے کے لیے آپ نے یہ بات فرمائی (یعنی میرا حکم نہ ماننے والے لوگ بھی میرے ساتھ روزہ رکھتے اور انہیں سزا ملتی)۔[1]

(۱۳)۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور سنت کا انکار کرنے والے کا مقدر صرف اور صرف تباہی و بربادی ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میری اور اس ہدایت کی مثال' جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنی قوم کے پاس آئے اور کہے' لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں لہٰذا اس سے بچنے کی فکر کرو قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات چپکے سے نکل گئے جبکہ دوسرے (نافرمان) لوگوں نے جھٹلا دیا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے۔ صبح کے وقت لشکر نے انہیں پکڑ لیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل تباہ و برباد کردی۔ یہ مثال میری (محمد ﷺ) اور مجھ پر نازل کیے گئے حق کی پیروی کرنے والے اور نہ کرنے والے لوگوں کی ہے۔''[2]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الصوم باب التنکیل لمن اکثر الوصال ۱۹۶۵

[2] صحیح مسلم: کتاب الفضائل باب شفقته علی امته ۵۹۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) موضوع احادیث (من گھڑت روایات) نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب کرنے والے کی سزا جہنم ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے جان بوجھ کر جھوٹ میری جانب منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرو جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ آگ میں داخل ہوگا۔''[2]

(۱۵) سنت رسول ﷺ کا علم ہو جانے کے بعد بھی اس پر عمل نہ کرنے والے لوگ آپ ﷺ کے نزدیک نافرمان ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں فتح مکہ والے سال مکہ کے لیے (مدینہ سے) نکلے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب کراع غمیم (جگہ کا نام) پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اونچا کیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس (پیالہ) کو دیکھ لیا پھر آپ ﷺ نے پی لیا بعد میں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ لوگ نافرمان ہیں' یہ لوگ نافرمان ہیں۔''[3]

---

[1] بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی
مسلم مقدمۃ۔ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ

[2] صحیح مسلم مقدمۃ۔ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ : ۲

[3] صحیح مسلم: کتاب الصیام باب جواز الصوم والفطر فی شھر رمضان للمسافر ۲۶۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)۔ایسا شخص کبھی مومن نہیں ہوسکتا جو اپنی خواہشات کو سنت رسول ﷺ کے تابع نہ کرے

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔''[۱]

(۱۷)۔سنت رسول ﷺ چھوڑ کر کوئی نیا طریقہ (بدعت) تلاش کرنے والا شخص اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تین آدمی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں۔(۱) خانہ کعبہ کی حرمت پامال کرنے والا۔(۲) اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ (سنت) چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا۔(۳) کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔''[۲]

(۱۸)۔رسول اللہ ﷺ کے حکم کو پس پشت ڈالنے والے کے لیے عبرتناک سزا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس آدمی نے جواب دیا ''میں ایسا نہیں کرسکتا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(اچھا اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہوسکے۔'' اس شخص نے محض تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی (حالانکہ کوئی شرعی عذر نہیں تھا) راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص کبھی بھی اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔''[۳]

---

[۱] البغوی فی شرح السنة ۱/ ۲۱۲۔ ۲۱۳ کتاب الایمان باب رد البدع والاهواء

[۲] صحیح بخاری: کتاب الدیات باب من طلب دم امری بغیر حق ۶۸۸۲

[۳] صحیح مسلم کتاب الاشربه باب آداب الطعام والشراب واحکامها ۵۲۶۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اتباع سنت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ کیسے انہوں نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جسے انہوں نے غور سے نہ دیکھا ہو اور پھر اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال نہ لیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ ہر اس کام کو کرنے کی کوشش کرتے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوتا۔ ان کو وہی کھانا پسند ہوتا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے یا نماز پڑھ لیتے وہ جگہ بھی واجب الاحترام ہو جاتی اور اس مقام پر وہی عمل (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے) انجام دینا وہ اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ یعنی انہوں نے قدم قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔

ذیل میں ان چند واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔

(۱) حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں صحابہ کا دشمنوں سے ایفائے عہد:

حضرات صحابہ صرف عام حالات ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل نہ کرتے بلکہ ہر قسم کے حالات میں اور زندگی کے سب شعبوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے۔ خوشی اور مسرت کا موقع ہو یا غم اور مصیبت کا' ایام امن ہو یا حالت جنگ' اپنوں سے معاملہ ہو یا غیروں سے' غرضیکہ ہر حالت اور زندگی کے ہر شعبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے۔ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے صحابہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے دشمنوں سے ایفائے عہد کا ایک واقعہ حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے جنہوں نے بیان کیا کہ:

''معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ (معاہدے کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی) معاویہ نے رومی سرزمین کی طرف روانہ ہونا شروع کیا تاکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدت معاہدہ ختم ہوتے ہی ان پر یلغار کر دیں۔

اسی وقت ایک شخص گھوڑے یا کسی اور سواری پر یہ الفاظ کہتے ہوئے نمودار ہوا:

''اللہ اکبر! اللہ اکبر! وفا کرو، بے وفائی نہ کرو۔''

لوگوں نے دیکھا تو وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا کر ان سے بات کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ مدت پوری ہونے تک اس میں کمی بیشی نہ کرے یا انہیں معاہدے کے ختم کرنے کے بارے میں پیشگی اطلاع دے۔'' (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) معاویہ رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔[1]

(۲)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور سنگین حالات کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق کا لشکر اسامہ کو روانہ کرنا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرات صحابہ کو انتہائی سنگین حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ قبائل عرب مرتد ہو گئے اور انہوں نے مرکز اسلام مدینہ طیبہ پر حملے کا ارادہ کیا۔ بقول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: اس وقت حضرات صحابہ ایسی بکریوں کی مانند تھے جن کا چرواہا نہ رہا ہو اور مدینہ اپنے رہنے والوں پر اس قدر تنگ ہو چکا تھا جس طرح انگوٹھی اپنے پہننے والے کی انگلی میں تنگ ہو جاتی ہے۔

ایسے نازک اور مشکل حالات میں لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا معاملہ سامنے آیا۔ اس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے دور رومیوں کے علاقے میں ان سے جہاد کرنے کے لیے تیار کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور پھر انتقال کے باعث لشکر کوچ نہ کر سکا تھا۔ ان پر خطر اور نازک حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الامام یکون بینه وبین العدو عهد فیسیر نحوه ترمذی: کتاب السیر باب ما جاء فی العذر ۱۵۸۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے! اگر میں سمجھوں کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کی صورت میں درندے مجھے اچک کر لے جائیں گے تب بھی میں لشکر اسامہ کو اسی طرح روانہ کروں گا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کو روانگی کے وقت اس بات کی خصوصی تلقین کی کہ:

''اسامہ! اپنے لشکر کے ساتھ اسی جانب جانا جس طرف جانے کا تمہیں حکم دیا گیا تھا۔ پھر اسی مقام پر حملہ کرنا جہاں حملہ کرنے کا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔''[1]

(۳)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے ہر قول و فعل اور عمل کی اتباع کرتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کو کدو پسند ہیں تو وہ بھی کدو پسند کرنے لگے۔[2]

حضرت ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس سے تناول فرماتے اور باقی ماندہ میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ ﷺ نے برتن میں سے کھائے بغیر کھانا واپس میری طرف بھیج دیا۔ کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے وجہ دریافت کی کہ کیا لہسن حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے اسے پسند نہیں کرتا۔'' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا ''جو چیز آپ ﷺ ناپسند فرماتے ہیں میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔''[3]

ایک دفعہ آپ ﷺ نے سرکے کے بارے میں فرمایا کہ: ''سرکہ اچھا سالن

---

[1] البدایۃ والنہایۃ ص: ۳۰۴۔ ج۶

[2] مسند احمد: ۳/ ۱۷۷

[3] صحیح مسلم: کتاب الاشربہ۔ باب اباحۃ اکل الثوم ۵۳۵۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تب سے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کے باعث سر کہ پسند کرنا شروع کر دیا۔[1]

(۴)۔صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے اتارتے دیکھ کر جوتے اتارنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی، تو دریافت فرمایا: ''تم لوگوں نے جوتے کیوں اتارے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہم نے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے اتارتے دیکھا لہٰذا ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آکر بتایا تھا کہ میرے جوتوں میں غلاظت ہے'' (لہٰذا میں نے اتار دیئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نصیحت فرمائی ''جب مسجد میں نماز کے لیے آؤ تو پہلے اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لو کہ ان میں غلاظت تو نہیں اگر ہے تو اسے صاف کرلو اور پھر ان میں نماز پڑھو۔''[2]

(۵)۔صحابہ کا حالت رکوع ہی میں اپنے چہروں کو کعبۃ اللہ کی طرف پھیر دینا

امام بخاری حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾

(البقرة: ۲/۱۴۴)

---

[1] دارمی ۲/ ۱۰۱

[2] سنن ابو داؤد: کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل ۶۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک ہم تیرا چہرہ بار بار آسمان کی طرف کرنا دیکھ رہے ہیں جو قبلہ تو پسند کرتا ہے البتہ ہم تجھ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔"

جس وقت یہ حکم نازل ہوا آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والا ایک شخص ایک مسجد سے گزرا جبکہ وہ حالت رکوع میں تھے تو اس نے انہیں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ قبلہ بدل کر کعبہ ہو گیا ہے تو انہوں نے حالت رکوع ہی میں اپنے چہرے بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف پھیر لئے۔[1]

(۶)۔ ارشاد رسول ﷺ کی فوری تعمیل میں صحابہ کا ایک دوسرے کے قریب پڑاؤ ڈالنا

حضرات صحابہ حضور اکرم ﷺ کے حکم کی فوری تعمیل صرف نماز ہی سے متعلقہ مسائل میں نہ کرتے بلکہ زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی ان کی کیفیت ایسی ہی تھی۔ حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب سفر میں کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا: "تمہارا گھاٹیوں اور وادیوں میں اس طرح منتشر ہونا یقیناً شیطان کی طرف سے ہے۔"

اس کے بعد جہاں کہیں بھی آنحضرت ﷺ نے پڑاؤ ڈالا صحابہ ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہو جاتے کہ کہا جاتا: "اگر ان سب کے اوپر ایک چادر بچھائی جائے تو سب کے لیے کافی ہے۔"[2]

مذکورہ بالا حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پڑاؤ ڈالنے میں انتشار کو پسند نہ فرمایا اور آج امت مسلمہ زندگی کے ہر شعبے میں انتشار کا شکار ہو چکی ہے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ سیقول السفہاء من الناس ۴۴۸۶

[2] سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد باب ما یؤمر من انضمام العسکر وسعتہ ۲۶۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) صحابہ کا تعمیل ارشاد نبوی ﷺ میں گوشت سمیت ہانڈیاں انڈیل دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: (گھریلو) ''گدھے کھائے گئے۔'' نبی ﷺ خاموش رہے۔ وہ شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا اور پھر یہی بات کہی آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ وہی شخص حاضر ہوا اور عرض کیا:''(گھریلو) گدھوں کو ختم کر دیا گیا۔''

آنحضرت ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ گھریلو گدھوں (کے کھانے) سے روکتے ہیں۔''

اسی وقت ہانڈیوں کو ابلتے اور جوش مارتے ہوئے گوشت سمیت زمین پر انڈیل دیا گیا۔[۱]

آپ ﷺ کا حکم سنتے ہی صحابہ نے اس کی تعمیل کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اتباع اسی وقت ممکن ہے جب اپنی خواہشات محبوب کے تابع کر دی جاتی ہیں۔

(۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک اتباع سنت کے لیے سنت کی مصلحت اور حکمت سمجھ میں آنا ضروری نہیں

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا ''اللہ کی قسم میں جانتا ہوں' تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام (حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا) کرتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ پھر آپ نے استلام کیا پھر فرمایا اب ہمیں رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ رمل تو مشرکوں کو دکھانے کے لیے تھا۔ اب اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ پھر خود ہی فرمایا ''لیکن رمل تو وہ چیز ہے جو رسول

---

[۱] صحیح بخاری: کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسیۃ ۵۵۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں۔''[1]

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد قرہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا پھر میں نے آپ کی بیعت کی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی قمیض کا بٹن کھلا تھا۔ راوی عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے معاویہ اور ان کے بیٹے کو قمیض کے بٹن باندھے ہوئے گرمیوں اور سردیوں میں کبھی نہیں دیکھا۔[2]

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھلے بٹنوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

(۹)۔ حضور ﷺ نے مرد کے لیے سونا پہننا حرام قرار دیا اور صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع کی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو صحابہ کرام ﷺ نے بھی آپ ﷺ کی دیکھا دیکھی انگوٹھیاں بنوالیں (اس کے بعد مرد کے لیے سونا پہننا حرام ہوگیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔'' (تم نے بھی بنوالیں) چنانچہ آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا ''اب میں اسے کبھی استعمال نہیں کروں گا۔'' (آپ ﷺ کی اتباع میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا ''تم میں سے کوئی

---

۱ صحیح بخاری: ۱۶۰۵ کتاب الحج باب الرمل فی الحج والعمرة

۲ سنن ابی داؤد رقم ۴۰۸۲۔ کتاب اللباس باب فی حل الازار

۳ صحیح بخاری: کتاب اللباس باب خاتم الفضة ۵۸۶۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کی انگوٹھی پہن کر گویا آگ کے انگارے پر چلنے کا قصد کرتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے کوئی دوسرا فائدہ حاصل کر لو (یعنی اپنی بیوی یا بہن کو دے دو یا فروخت کر دو)۔ صحابی نے کہا: ''اللہ کی قسم! جس انگوٹھی کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔''[1]

(۱۰) شراب کے اعلان حرمت پر اسے مدینہ کی گلیوں میں بہا دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر ایک گروہ کو فضیخ نامی شراب پلا رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے۔ ''سنو! بے شک شراب کو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔''
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا ''یہ شراب باہر انڈیل دو''۔ میں اٹھا اور شراب کو باہر انڈیل دیا۔ (گلیوں میں کثرت سے شراب انڈیلنے کی وجہ سے) شراب گلیوں میں بہنے لگی۔[2]
ان پاک باز اور سچی محبت کرنے والے صحابہ کرام نے اتباع سنت کے جو نمونے پیش کیے وہ اپنی مثال آپ ہیں انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۲۴/۵۱)

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینۃ۔ باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال ۵۴۷۲

[2] صحیح بخاری: کتاب المظالم باب صب الخمر فی الطریق ۲۴۶۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ائمہ سلف اور اتباع سنت

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اظہار الفت ومودت کے بعد اہل اسلام پر واجب ہے کہ اہل ایمان اور خاص طور پر علمائے کرام کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کے اکرام واحترام میں کوئی کسر نہ چھوڑیں کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور ان ستاروں کی مانند ہیں جن سے بحر وبر کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی بعثت سے قبل جو امتیں موجود تھیں ان کے علماء بگڑ گئے تھے مگر امت محمدی ﷺ کے علماء ان کے عین برعکس نہایت افضل واعلیٰ ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس امت میں جانشین رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کے زندہ کرنے والے ہیں۔ وہ کتاب اللہ کی حفاظت کے امین ہیں اور ان کی زندگی اسی خدمت کے لیے وقف ہے۔ گویا وہ اللہ کی اس کائنات میں ناطق قرآن ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ممنوع ہے اسی طرح نبی ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے واجب الاتباع ہونے میں کسی دوسرے انسان کو آپ ﷺ کے درجے پر لانا درست نہیں لیکن بعض لوگ ائمہ کرام کے احترام میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ وہ سنت کی موجودگی کے باوجود اپنے امام کی بات کو اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کے دریا میں ہی غوطہ زن رہے۔

کسی امام نے سنت رسول ﷺ سے کبھی انحراف نہ کیا:

یہ امر پیش نظر رہے کہ جن ائمہ کرام کو اس امت کی جانب سے قبول عام کی سند حاصل ہوئی ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے کسی بھی بڑے یا چھوٹے معاملے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضور اکرم ﷺ کی سنت کی مخالفت کی ہو۔ ائمہ کرام اس پر کامل یقین رکھتے اور اس امر پر بالکل متفق ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا اتباع تمام امور میں ناگزیر ہے۔ نیز یہ کہ کوئی بھی شخص ہو اس کی بات اگر درست ہو تو اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اگر غلط ہے تو اس صورت میں اسے رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کی ذات اس سے مستثنیٰ ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کی ہر بات خواہ وہ کسی کو پسند ہو یا ناپسند ہو اسے تسلیم کرنا اور اس کی اتباع کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور یہی موقف ان ائمہ سلف کا بھی تھا۔ جن کی آج ہم آنکھیں بند کر کے اندھی تقلید کر رہے ہیں۔ یہ ائمہ کرام خود حضور ﷺ کے متبع تھے۔

آج ان ائمہ سلف سے عقیدت رکھنے والوں نے ان کے اقوال کو تو مضبوطی سے پکڑے رکھا لیکن حدیث رسول ﷺ سے منہ موڑ لیا۔ اور پھر انہی اقوال کی بنیاد پر اپنے اپنے مسلک بنا لئے۔ بے شک یہ سب فروعی مسائل ہیں جن کی بنیاد پر مختلف مسالک وجود میں آئے اور امت محمدیہ ﷺ ۷۳ فرقوں میں بٹ کر رہ گئی۔ ان میں سے ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو صحیح اور دوسرے کو غلط کہہ رہا ہے۔ یہی وہ فرقہ بندی ہے جس کی قرآن وسنت نے شدت سے مذمت کی۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اخروی فلاح کا معیار صرف اور صرف قرآن وسنت پر عمل ہے۔ اور یہی عقیدہ ائمہ سلف کا تھا۔

محض کسی امام کے قول کی بناء پر حدیث نبوی ﷺ کو ترک نہیں کیا جا سکتا

اس میں شبہ نہیں کہ ہم ائمہ کرام کی عصمت کے قائل نہیں۔ بخلاف ازیں ہمارے نزدیک ان سے گناہوں کا صدور وقوع ممکن ہے مگر اس کے باوصف ہمارے نزدیک ان کا مقام و مرتبہ بھی بہت بلند ہے اس لیے کہ وہ اعمال صالحہ اور اپنے خاص افعال کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے مقربین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم انہیں احترام و اکرام کی اس بلند چوٹی پر چڑھا دیں کہ ان کے اقوال کے سامنے حدیث نبوی ﷺ کو ترک کر دیں۔ محض کسی امام کے قول کی بناء پر حدیث نبوی کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث نبوی ﷺ کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے۔ حدیث رسول ﷺ قرآن کریم کے مجمل احکام کی شرح و توضیح کرتی ہے۔ قرآن مجید کی طرح حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ﷺ بھی نص شرعی ہے اور تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک واجب العمل ہے۔

کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی کے قول کی بناء پر حدیث صحیح کو ترک کر دے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کا جواب دیا وہ شخص کہنے لگا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تو یوں کہتے ہیں تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''کچھ بعید نہیں کہ تم پر آسمان سے سنگ باری ہونے لگے' میں کہتا ہوں رسول اکرم ﷺ نے یوں فرمایا اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا ہے۔''

کتاب اللہ (قرآن) کی عظمت و اہمیت پر تو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے مگر جب سنت رسول ﷺ کی باری آئی ہے تو لوگ طرح طرح کی تاویلات کرنا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف ائمہ اور فقہا کے اقوال کو وہ حیثیت دینا شروع کر دیتے ہیں جو درحقیقت سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان تمام ائمہ کرام وفقہاء عظام میں سے ہر ایک نے خود اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ ان کے اقوال دین میں حجت نہیں بلکہ دین میں حجت صرف اور صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ ذیل میں ہم ائمہ اربعہ کے اقوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ سنت رسول ﷺ کے بارے میں ان کا مؤقف کیا تھا؟

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهِبِيْ))[1]

''جب حدیث صحیح ہو تو میرا مذہب وہی ہے۔''

آپ سے یہ ارشاد بھی مروی ہے:

((لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّأْخُذَ بِقَوْلِيْ مَالَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ قُلْتُهُ))[2]

---

[1] رد المحتار: علی در المختار ج ۱۔ ص ۶۳

[2] مقدمۃ عمدۃ الرعایہ شرح الوقایہ جلد ۱ ص ۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کسی کے لیے یہ حلال ہی نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق عمل کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے۔''

امام ابوحنیفہ نے یہاں تک کہہ دیا:

((اِذَا قُلْتُ قَوْلاً یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَخَبَرَ الرَّسُوْلِ ﷺ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ))[1]

''جب میرا قول کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو میرے قول کو ترک کر دو۔''

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک سے مروی ہے:

((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ قَوْلِیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْا بِہٖ وَمَالَمْ یُوَافِقِ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَاتْرُکُوْہُ))[2]

''میں بھی ایک انسان ہوں' میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی' لہٰذا میری رائے کو دیکھ لیا کرو' جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو تو اسے ترک کر دو۔''

((مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَھُوَ مَأْخُوْذٌ مِنْ مَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ))[3]

''حضور سرور کائنات ﷺ کے سوا باقی ہر انسان کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے۔''

گویا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات خواہ وہ کسی کو پسند ہوں یا

---

[1] عقد الجید ص: ۵۳

[2] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷۵ فی ذکر اقوال التابعین فی ذم الرای

[3] حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱ ص ۱۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپسند ان پر عمل پیرا ہونا ہر صورت میں واجب ہے۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:

((اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهٗ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَکُنْ لَهٗ اَنْ یَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ))[1]

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے یہ مناسب نہیں کہ لوگوں میں سے کسی کے قول کی وجہ سے سنت رسول ﷺ کو چھوڑ دے۔''

((اِذَا وَجَدْتُمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَعُوْا مَاقُلْتُ))[2]

''جب تم میری کسی کتاب میں کوئی بات رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف پاؤ تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کر لو اور میری بات کو چھوڑ دو۔''

آپ اکثر ارشاد فرماتے تھے:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ))[3]

''جب حدیث صحیح ہو تو میرا مذہب بھی وہی ہے۔''

ایک مرتبہ امام شافعی نے امام احمد کی خدمت میں عرض کیا:

((اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِالْاَخْبَارِ الصَّحِیْحَةِ مِنَّا فَاِذَا کَانَ خَبَرٌ صَحِیْحٌ فَاَعْلِمُوْنِیْ حَتّٰی اَذْهَبَ اِلَیْهِ کُوْفِیًّا کَانَ اَوْ بَصْرِیًّا اَوْ شَامِیًّا))[4]

''آپ کو میری نسبت حدیث اور رجال کا زیادہ علم ہے۔ لہٰذا آپ کی تحقیق کے مطابق جب کوئی حدیث صحیح ہو تو مجھے بھی بتا دیا کریں خواہ وہ کوفی ہو یا

---

[1] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۶۳ [2] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۶۶

[3] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۶۷ حجۃ اللہ البالغۃ ج۱ ص ۱۵۱

[4] حجۃ اللہ البالغۃ ج ص ۱۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصری ہو یا شامی تاکہ حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں میں بھی اس کے مطابق عمل کروں۔"

آپ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے:

((اِذَا رَوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا وَلَمْ اٰخُذْ بِهٖ فَاعْلَمُوْا اَنَّ عَقْلِیْ قَدْ ذَهَبَ))[1]

"جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کروں اور اس کو اپنا مذہب نہ بناؤں تو جان لو کہ میری عقل جواب دے گئی ہے۔"

((مَا قُلْتُ وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ قَالَ بِخِلَافِ قَوْلِیْ مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيْثُ النَّبِيِّ ﷺ اَوْلٰى لَا تُقَلِّدُوْنِیْ))[2]

"میری وہ بات جس کے خلاف نبی ﷺ کا فرمان صحیح سند سے ثابت ہو تو میری تقلید نہ کرو بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان پر عمل کرو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "عقد الجید" میں فرماتے ہیں:

"امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارے پاس میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحیح پہنچ جائے تو اس کی پیروی کرو اور خوب جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے یہ بات صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ امام شافعی فرماتے تھے: جب تمہیں میرے مذہب کا کوئی مسئلہ پہنچے اور حدیث اس کی مخالف ہو تو جان لو کہ میرا مذہب حدیث کے مطابق ہے۔"[3]

(۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل بھی قرآن وسنت کے ہی متبع تھے اور اس کا اعتراف انہوں نے اکثر واشگاف الفاظ میں کیا:

((لَا تُقَلِّدُنِیْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا النَّخْعِیَّ وَلَا غَيْرَهُمْ وَخُذِ الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ))[4]

---

[1] اعلام الموقعین ۲/ ۲۶۳ آداب الشافعی۔ ابن ابی حاتم۔ ص ۹۳

[2] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۶۶ [3] عقد الجید ص ۵۴

[4] حجة اللّٰه البالغه ج ۱۔ ص ۱۵۷ المبحث السابع۔ عقد الجید ۱۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری تقلید نہ کرو' نہ مالک' اوزاعی اور نخعی کی تقلید کرو بلکہ جہاں سے انہوں نے دین لیا ہے' تم بھی وہاں سے یعنی کتاب وسنت سے دین حاصل کرو۔''

اسی طرح آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((مَنْ رَدَّ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ فَهُوَ عَلٰى شَفَاهَلَكَةٍ))[1]

''جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کر دے وہ تباہی و ہلاکت کے کنارے پر ہے۔''

امام احمد کا مسلک یہ تھا کہ حدیث نبوی ﷺ کی موجودگی میں کسی کا قول حجت نہیں۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے:

''اللہ و رسول ﷺ کے قول کے مقابلے میں کسی کی بات حجت نہیں' نہ میری پیروی کیجئے' نہ امام مالک کی' نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور وہاں سے احکام اخذ کیجئے جہاں سے انہوں نے لیے ہیں یعنی قرآن وسنت سے۔''[2]

اماموں کے مقلدین کا ایمان اللہ اور رسول پر کم اور اماموں پر زیادہ ہوتا ہے وہ قرآن و حدیث کو تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن اماموں کو نہیں چھوڑتے۔ پس ثابت ہوا کہ اصل اسلام صرف دو ہی چیزیں ہیں یعنی قرآن اور سنت رسول ﷺ ان کے علاوہ کوئی تیسری چیز نہیں۔ ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے اقوال کی پابندی اور تقلید ان دو کے علاوہ ایک تیسری چیز ہے۔ جسے اسلام کے احکام کہنا سراسر دین میں ایک تیسری چیز اپنی طرف سے داخل کرنا ہے اس سے اجتناب کرنا ہی مومن ہونے کی نشانی ہے۔ یہی وصیت ائمہ اربعہ نے کی تھی جن کی آج ہم بڑی گرمجوشی کے ساتھ اندھی تقلید کر رہے ہیں۔ ان اماموں کا مذہب بھی صحیح اسلام تھا اور یہ صرف اور صرف قرآن وسنت کے متبع تھے جو ایک مستند ذریعہ ہے لہٰذا ہمیں بھی قرآن وسنت کو ہی اپنانا چاہیے کیونکہ یہی ہمارے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

---

[1] المناقب۔ لامام الاحمد بن حنبلؒ ابن جوزی۔ ص ۱۸۲

[2] حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۷ المبحث السابع عقد الجید ۱۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباعِ سنت کے تقاضے

قرآن وسنت کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ نبی آخر الزمان ﷺ قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے راہ ہدایت ہیں۔ آپ کی حیثیت معلم کی ہے۔ کیونکہ اسلام تعلیم کے ساتھ معلم کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ اور اصول بھی دیتا ہے اور اصولوں پر عمل کرنے والے کو بطور نمونہ پیش کرتا ہے جو اسلام کے پند ونصائح کے اجمال کو تفصیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول ﷺ صرف اپنے دور کے لوگوں کے لئے نبی تھے اور اسلام بھی اسی دور تک کے لئے تھا تو قرآن مجید اس بات پر بھی شاہد ہے کہ جس طرح قرآن خود ایک خاص زمانے میں ایک خاص قوم کو خطاب کرنے کے بعد بھی ایک عالمگیر کتاب ہے اسی طرح اس کا معلم بھی ایک معاشرے میں تعلیم دینے کے بعد قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ہادیٔ اور رہنما ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سبا: ۲۸/۳۴)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی اتباع جو اسلام کی رو سے ہم پر فرض ہے اور جس اتباع پر دین کا دارو مدار ہے یہ کس حیثیت سے ہے؟ کیا یہ حیثیت نبی ﷺ کے بنی اسماعیل میں سے ہونے کی حیثیت سے ہے یا نبی ﷺ کی اطاعت بحیثیت نبی کے ہے۔ اس بات کا جواب بھی قرآن میں ہے کہ

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾

(النساء: ۴/۱۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے۔

گویا اطاعت نبوی جو مومن کا اصل ایمان ہے اور جس سے سرتابی کا سر مو انحراف کا بھی حق نہیں۔ وہ نبی ﷺ کی ذات کے بحیثیت نبی ﷺ کی اتباع کے ہے۔ یعنی اس علم، اس حکم، اس قانون کی اطاعت جسے اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے جیسے قرآن میں آتا ہے۔

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (النساء ۴:۶۴)

''اور ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

چنانچہ مقصد تخلیق کو پورا کرنے شرف انسانیت کو برقرار رکھنے اللہ کی رضا حاصل کرنے کا واحد راستہ نبی ﷺ کی ذات اقدس کا اتباع ہے۔ ذیل میں اس اتباع کے تقاضے بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) عقیدے کی اصلاح

نبی ﷺ کی ذات کا اتباع اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سب سے پہلے ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ کیا واقعی صحیح معنوں میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں؟ جیسا کہ ایمان رکھنے کا حق ہے یعنی کسی بھی قسم کے ظاہری و معنوی شرک میں ملوث تو نہیں۔ ہم نبی ﷺ کے اتباع کا حق اسی صورت میں ادا کر سکتے ہیں جب ہم ایمان کی شرائط پوری کرینگے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ ﴾

(الاعراف ۷:۱۵۸)

''پس ایمان لاؤ اللہ پر اس کے بھیجے ہوئے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات پر ایمان رکھتا ہے اور پیروی اختیار کرو۔''

ایمان کے دو درجے ہیں۔ ایمان مجمل، ایمان مفصل۔ ایمان کے ان دو درجوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے دو اصطلاحیں آتی ہیں۔ ایک اقرار باللسان دوسرا تصدیق بالقلب۔ یعنی زبان سے اس امر کا اقرار کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور دل سے اس بات کی تصدیق اور اس پر یقین کامل رکھنا۔ ان دونوں درجوں پر ایمان رکھنے کے بعد ایمان کی دو حیثیتیں آتی ہیں۔ یعنی نبی ﷺ کے شریعت اسلامیہ میں تشریعی وتشریحی مقام کو جاننا تشریعی حیثیت پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے پیغمبر اور آخری رسول ہیں۔ گویا شریعت میں آپ کے مقام منصب رسالت کی تصدیق کرنا ہے اور تشریحی حیثیت سے مراد یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ پر شارح قرآن ہونے کی حیثیت سے ایمان لائیں۔ یعنی آپ ﷺ دین کے پیچیدہ احکامات کی تشریح کرنے والے ہیں اور ان احکامات پر بھی اسی طرح عمل کرنا ہے جیسے اللہ کے احکامات پر عمل کرنا واجب ہے۔

گویا اتباع رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم رب العزت کی وحدانیت کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے پیغمبر خدا ہونے کی بھی اسی طرح تصدیق کریں تاکہ اس پیغمبر خدا کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر رضائے الٰہی حاصل کرسکیں۔

(۲) بعثت نبوی ﷺ پر ایمان

اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کی بعثت پر ایمان لانا اتباع سنت کا اہم تقاضا ہے۔ یعنی اس بات کی تصدیق کرنا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے۔ اور آپ ﷺ کی تعلیمات سراسر کلام الٰہی اور وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔ خود قرآن نے آپ ﷺ کی بعثت کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔

﴿يٰسٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (یسین ۳۶: ۱-۴)

''قرآن حکیم کی قسم! اے محمد ﷺ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو۔ سیدھے راستے پر ہو۔''

آپ ﷺ کی رسالت و بعثت کا تعارف کرانے کے ساتھ اللہ نے آپ ﷺ کے مقصد رسالت کو بھی خود قرآن میں بیان کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/۴۵-۴۶)

''اے نبی ﷺ ہم نے تمہیں بھیجا ہے۔ گواہ بنا کر' بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔''

یوں نبی ﷺ کی بعثت کی تصدیق کرنا کہ انہوں نے اللہ کی تعلیمات کی طرف اللہ کی مخلوق کو کبھی خوشخبری دیکر اور کبھی ڈرا کر مائل کیا اور اللہ کے حکم سے اپنی دعوت کے ہر پہلو کے اوامر ونواہی' حلال وحرام غرض ہر قسم کی پیچیدگیوں کی نشاندہی کی ہے۔

(۳) رسالت محمدی ﷺ کی بشریت پر ایمان:

اتباع سنت کا ایک اور اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت پر اس طرح ایمان لایا جائے کہ آپ ﷺ انسان ہیں۔ کوئی مافوق الوراء مخلوق نہیں۔ قرآن حکیم نے آپ ﷺ کی بشریت کی یوں تصدیق کی ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۱۶/۴۳)

''اور آپ سے پہلے بھی ہم مردوں کو ہی بھیجتے رہے۔ جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے۔''

چنانچہ یہ اللہ کا ہم پر خاص کرم ہے کہ اس نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے پاس ہم ہی جیسا اور ہم سے زیادہ شفیق ومہربان استاد بھیجا۔ جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جس کے انکار کی وجہ سے پہلی تمام قومیں ہلاک ہوئیں۔

(۴) ختم نبوت پر ایمان

نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں جو حتمی فیصلہ قرآن میں دیا اس پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر ایک مسلمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب: ۴۰/۳۳)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

یعنی اس بات پر ایمان رکھنا کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ﷺ اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ قرآن مجید کے اس حتمی اعلان سے تمام عقائد باطلہ کا رد ہوتا ہے اور دین کی عمارت ہر قسم کی بدعات سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقے سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنیوالا۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ ﷺ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں وہ دجال یا کذاب ہیں۔''[1]

تاریخ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ نبی ﷺ کے وصال کے بعد نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کیا۔ اور ایسی شخصیت کو واجب القتل قرار دیا۔ لہٰذا امتِ رسول ﷺ پر اتباع رسول ﷺ کی حیثیت سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے جس طرح ہمیں اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس پر عمل کریں اور نہ اس میں اضافہ کریں اور نہ ہی کمی۔ تاکہ روز قیامت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں سرخرو ہوں۔

(۵) حب رسول ﷺ

اتباع سنت کا سب سے اہم تقاضا حب رسول ﷺ ہے۔ کیونکہ جب تک ہمیں نبی ﷺ سے محبت ہی نہیں ہوگی ہم اس وقت تک اتباع کا حق نہیں ادا کر سکتے۔ دوسرے

[1] ضمیمہ ختم نبوت تفہیم القرآن ص ۱۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ میں اطاعت و محبت لازم و ملزوم ہیں یعنی یہ کسی صورت میں نہیں ہوسکتا کہ ایک وقت میں ہمیں آپ ﷺ سے محبت ہے لیکن اطاعت نہیں۔ اور اگر اطاعت کرتے ہیں تو محبت نہیں کرتے۔ گویا محبت اور اطاعت ایک دوسرے کا لازمی نتیجہ ہیں اور محبت وہی ہوتی ہے جو فطری طور پر ہو۔ جبری محبت اور جبری اطاعت کسی صورت میں بھی اپنے اصلی انجام کو نہیں پہنچتی اور اسلام کا اصلی انجام کامل ایمان ہے۔ جس تک پہنچنے کے لیے واحد راستہ حب رسول ﷺ ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ))[1]

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔

گویا جس کے دل میں حب رسول ﷺ ہے۔ اسے چاہیے کہ آنحضور ﷺ کی سنت کی پیروی میں اپنے اندر سادگی، صبر و تحمل، قناعت اور رضا بالقضاء کی صفات پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

((مَنْ أَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ))[2]

”جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

حب رسول ﷺ کو ہمیں اپنی زندگی کا معیار بنانا چاہیے۔ یعنی ایک کامیاب زندگی۔ خدا کی خوشنودی ور اخروی فلاح حب رسول ﷺ کے معیار پر اتر کر ہی حاصل ہوسکتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

اکو ای حیاتی دا معیار ہونا چائی دا
اللہ دے نبی ﷺ نال پیار ہونا چائی دا

---

[1] البغوی فی شرح السنۃ۔ ۱/ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ کتاب الایمان باب رد البدع والاھواء

[2] ترمذی: کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدعۃ ۲۶۷۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی محبت تو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں واجب قرار دیا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (التوبہ ۹: ۲۴)

''اے نبی ﷺ! مسلمانوں سے کہہ دیجئے اگر تمہیں اپنے باپ اپنے بیٹے اپنے بھائی اپنی بیویاں اپنے کنبے والے اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندا پڑنے پر تم ڈرتے ہو اور تمہارے مکان جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔''

چنانچہ وہ محبت جو سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا نہ سکھائے اور وہ اتباع جو نبی ﷺ سے محبت نہ سکھائے محض دھوکہ اور فریب ہے۔ محض لفاظی اور نفاق ہے۔ اور منافق کا ٹھکانہ تو ہے ہی جہنم۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ حب رسول ﷺ جو انعام خداوندی ہے جو نہ صرف ہمارے ایمان کا حصہ بلکہ عین ایمان ہے۔ ہر ممکن حد تک اپنے ایمان کا تحفظ کریں۔ اپنے ایمان کو خراب کرنے کی بجائے سنت پر عمل کر کے خالص بنائیں کیونکہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اخروی نجات حاصل کرنے کے راستے بھی خوب جانتا ہے۔ اور ان تمام راستوں میں واحد اور اہم راستہ حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ ہے۔

(۶) تعظیم نبوی ﷺ

اتباع رسول ﷺ کا لازمی جزو تعظیم و تکریم نبوی ﷺ ہے۔ یہ تو ایسی بارگاہ ہے جہاں حکم عدولی کی کیا گنجائش ہوتی۔ یہاں اونچی آواز سے بولنا بھی غارت گر ایمان ہے۔ سورۃ الحجرات کا آغاز ہی نبی ﷺ کے احترام سے ہے۔ اسی سورت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم سکھائی تاکہ اس پیغمبر کے امتیوں کے اعمال اکارت نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات: ۴۹/۲)

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو۔ اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

صحیح بخاری میں اس آیت کے نزول کے حوالہ سے ایک صحابی کا ذکر یوں آتا ہے کہ ایک صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جن کی آواز قدرتی طور پر بلند تھی ایمان ضائع ہو جانے کے ڈر سے گھر میں محصور ہو کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے۔

''میرا برا حال ہے میری تو آواز ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہے میرے تو اعمال اکارت گئے اور میں تو اہل دوزخ سے ہو جاؤں گا۔''

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل صورتحال کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اہل دوزخ سے نہیں۔ بلکہ اہل جنت سے ہو۔''[1]

یہ تو تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم لوگوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کا طریقہ یہ ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق دل سے محبت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کریں اپنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعی اپنے لئے اسوۂ حسنہ سمجھیں۔ تاکہ آخرت میں ہم خالی ہاتھ نہ رہ جائیں۔

(۷) درود ...... صلوٰۃ وسلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

---

[1] بخاری، کتاب التفسیر باب لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۴۸۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔''[1]

جس طرح ہمارے لئے نبی ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کے فرامین بھی ہمارے لیے واجب الاتباع ہیں۔ لہٰذا اتباع سنت کا ایک اہم ترین تقاضا نبی ﷺ کی ذات مبارکہ پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ اور یہ تقاضا خود ہمارے لئے بھی قابل مغفرت و رحمت ہے۔

درود و سلام درحقیقت ایک دعائے رحمت و برکت ہے۔ اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ حضور ﷺ ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ جن کے ذریعے ایمان و اسلام کی عظیم نعمت سے ہم سرفراز ہوئے۔ اس احسان کا بدلہ مسلمان کبھی بھی اتار نہیں سکتے۔ تاہم اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ اس عظیم ہستی کی محبت سے سرشار ہو کر ان کے حق میں دعائے رحمت و برکت کیا کریں۔ اور یہ تقاضا مسلمانوں سے زیادہ اللہ اور اس کے فرشتے نبھا رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶/۳۳)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔''

علماء کرام کا کہنا ہے

اللہ کی صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ ﷺ کی تعریف فرماتا ہے۔ اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

---

[1] ترمذی: کتاب الصلاۃ۔ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ۴۸۴۔
مستدرک حاکم کتاب الدعاء باب رغم انف رجل لم یصل علی النبی ۱/ ۵۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔''[1]

درود شریف دراصل ایک مسلمان کا ترانہ محبت ہے جس طرح دنیا میں کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی شان میں تعریفی کلمات و اشعار ترتیب دیتا ہے۔ اور نبی ﷺ جو کل انسانیت کے محسن ہیں تو اپنے محسن کے حضور عقیدت و احترام کے اظہار کے طور پر کلمات درود پیش کریں۔ اور جس پر عمل کرنا خود ہمارے لئے ہی باعث برکت ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ نبی ﷺ کے حضور درود کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی محفل ہی برپا کی جائے یا کوئی خاص وقت ہی صرف کیا جائے۔ بلکہ یہ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے اور خاص طور پر جب آپ ﷺ کا نام آئے تو فوراً ''ﷺ'' کے مبارک الفاظ کے ساتھ یہ نذرانہ پیش کر دینا چاہیے اور یہی اتباع سنت اور حب رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا

''وہ شخص بڑا بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔''[2]

لیکن اس بات کا خیال رہے کہ درود و سلام وہی قابل قبول ہوگا جو نبی ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے یعنی جو کلمات درود خود نبی ﷺ نے سکھائے ہیں اور ان سب میں مقبول درود درود ابراہیمی ہے۔ نہ کہ اُمت کے کہ بنائے ہوئے درود ہزارہ' لکھی تاج' اکبر وغیرہ۔ لہٰذا میں امت مسلمہ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ صحیح انجام تک پہنچنے کے لئے صحیح راستے کا انتخاب کریں تاکہ آخرت میں نبی ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

(۸) حب اہل بیت

اتباع رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ نبی ﷺ کے اہل بیت سے بھی محبت ہو کیونکہ آپ ﷺ کو بھی ان سے محبت تھی۔ یعنی جس طرح ایک مسلمان کو نبی ﷺ سے پیار

---

[1] ترمذی: کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبیؐ ۴۸۴

[2] ترمذی: کتاب الدعوات باب رغم انف رجل ذکرت عندہ...... ۳۵۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اسی طرح آپ ﷺ کی آل سے اور ازواج سے بھی محبت ہونی چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

''آل محمد ﷺ سے محبت پل صراط سے بخوبی گزر جانے کی سند ہے۔ آل محمد ﷺ کی مدد کرنا عذاب سے امان ہے۔''

بعض علماء کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ

''اہل بیت کو پہچاننا گویا حضور ﷺ کے مرتبہ کو پہچاننا ہے۔''

چنانچہ نبی ﷺ کے اتباع کا لازمی جزو ہے کہ ہم آپ ﷺ کے گھر والوں سے بھی اسی طرح محبت کریں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور آپ ﷺ کی بیویاں تو امت کی مائیں ہیں۔ لہٰذا جیسا ایک ماں کا احترام لازمی ہے اسی طرح نبی ﷺ کی ازواج کا بھی احترام کہیں زیادہ بڑھ کر کرنا چاہیے اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی عزت و احترام بھی اتباع رسول ﷺ کا لازمی تقاضا ہے۔

(۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

اتباع رسول ﷺ کا تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب سے محبت کی جائے کیونکہ نبی ﷺ کو بھی ان سے محبت تھی اور بحیثیت متبعین کے اپنے محبوب کی ہر محبوب چیز کو محبوب رکھنا اتباع کا عروج کہلائے گا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (التوبہ: ۹/۱۰۰)

''اور جو مہاجر اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔''

قرآن مجید میں ایک اور جگہ آتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۴۸/۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ ﷺ کے ساتھی کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم ہیں۔ آپ ﷺ انہیں رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھیں گے۔ یہ اللہ کے فضل اور رضا کے متلاشی ہیں۔''

خود نبی ﷺ نے فرمایا:

''میرے ساتھیوں کے بارے میں اللہ کا خوف کرو۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ۔ پس جو ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرے گا جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ جو انہیں ایذا دے گا اس نے مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔''[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کے ساتھ عقیدت و محبت کے حوالے سے مسلم اُمہ میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ اور اسی بنیاد پر امت کے دو بڑے فرقے وجود میں آ گئے۔ اہل سنت اور اہل تشیع۔

اول الذکر اگرچہ دونوں ہی محبت اور احترام کے قائل ہیں مگر تعصب کی بناء پر اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ وہ اہل بیت کو جائز مقام نہیں دیتے۔ دوسری طرف اہل تشیع کبار صحابہ کرام پر (نعوذ باللہ) تبرا بازی کرتے ہیں۔ اسلامی عقائد کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ یکساں طور پر محبت و عقیدت رکھنا لازمی ہے۔

(۱۰) طلب وسیلہ

اتباع سنت کے تقاضے صرف نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے سے پورے نہیں ہو جاتے بلکہ یہ تقاضے نبی ﷺ کی احادیث کا بھی احاطہ کرتے ہیں۔ یعنی جو کام نبی ﷺ نے کر کے دکھائے ان پر عمل کرنا اور اس کے ساتھ جن کاموں کو نبی ﷺ نے

---

[1] ترمذی: کتاب المناقب باب من سب اصحابہ النبی ﷺ ۳۸۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا حکم دیا ان پر عمل پیرا ہونا ہی سنت کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کے احکامات میں ایک اہم ترین حکم جس پر عمل کی پوری امت سے خواہش کی ہے وہ نبی ﷺ کے حق میں دعا ہے۔ یعنی نبی ﷺ نے امت مسلمہ کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے "وسیلہ" و "فضیلہ" و "مقام محمود" کی دعا کریں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

"جب مؤذن کی آواز سنو تو ویسا ہی کہو جیسا وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ اور وہ جنت میں ایک درجہ ہے۔ جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا۔ اس کے لئے قیامت کے روز میں شفاعت کروں گا۔"[1]

سبحان اللہ۔ کس قدر احسن اتباع جو ہمارے اپنے ہی لئے فائدہ مند ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی ایک اور حدیث ہے جس میں خود نبی ﷺ نے ہمیں دعائیہ کلمات بتائے ہیں۔

"جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے "اے اللہ! اس کامل پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے مالک۔ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا کرکے انہیں مقام محمود پر پہنچا۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے" تو قیامت کے دن اس شخص کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔"[2]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"آپ ﷺ کی شفاعت آپ ﷺ کی لائی ہوئی توحید و ایمان کی پیروی اور آپ کے لئے اس دعا کی بناء پر حاصل ہوگی جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔"[3]

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن ۸۴۹

[2] صحیح بخاری: کتاب الاذان باب الدعا عند البداء ۶۱۴

[3] کتاب الوسیلہ: ۴۸ لابن تیمیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کرنے سے خود امت کو فائدہ پہنچتا ہے یعنی جہاں آپ ﷺ نے امت سے اپنے لیے صلوۃ و سلام اور وسیلہ وفضیلہ و بلند درجہ کی طلب اور تمام نیک عمل کرنے کی خواہش کی ہے۔ تو وہاں یہ خود دعا کرنے والا کا نفع اور اس پر احسان مقصود ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ اپنے محسن کی ہر خواہش کا احترام کریں۔ تاکہ سنت پر عمل پیرا ہو کر اخروی ودائمی نجات وفلاح کے مستحق ہوں۔

(۱۱) ذات رسول ﷺ میں مبالغہ سے پرہیز

یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان جس شخصیت کو محبوب رکھتا ہے۔ اس کی شان میں وقتاً فوقتاً شعر گوئی اور اس طرح کے دوسرے امتیازی کلمات ترتیب دیتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ دنیاوی محبتوں کا ہے۔ جہاں تک معاملہ اللہ کے نبی کا ہے۔ تو یہ محبت صرف دنیاوی نہیں بلکہ اخروی محبت بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کیونکہ یہ ایک حقیقی ایمانی محبت ہے۔ جس کو دوسرے الفاظ میں عشق حقیقی سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کی ذات سے الفت ومحبت کا اظہار پوری امت کرتی ہے۔ کوئی اس محبت کا اظہار کسی انداز میں کرتا تو کوئی کسی انداز میں۔ لیکن یہ سادہ لوح انسان نبی ﷺ کی محبت میں ایمان وسنت کے تقاضے نظر انداز کر جاتے ہیں۔ درحقیقت ان کا منشاء ومقصود نبی ﷺ اور اللہ کی نافرمانی نہیں۔ بلکہ وہ اصل حقیقت سے لاعلم ہیں۔ وہ اصل حقیقت نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

''مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں بلکہ تم یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہے۔''[1]

اپنے اس فرمان کے ذریعے نبی ﷺ امت مسلمہ کو متنبہ کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ذات میں غلو کیا۔ کہیں

---

[1] صحیح بخاری : کتاب الاحادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالی واذکر فی الکتب مریم ۳۴۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم لوگ میرے بارے میں غلو نہ کرنا۔ یعنی جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا اور خدا کا شریک کیا اے امت مسلمہ تم ایسے کاموں میں ملوث نہ ہو جانا لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ آج نام نہاد مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مدح سرائی میں اس قدر غلو کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی منصب الوہیت پر پہنچا دیا ہے اور شاید وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھول گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ

(المائدہ ۵: ۷۲)

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

لہٰذا امت مسلمہ کو چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اللہ کے فرمان کی روشنی میں اپنے عقیدے اور نفس کا محاسبہ کریں کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہم بھی حد سے تو نہیں بڑھ گئے کیونکہ محبت یہ نہیں کہ ہم اپنی مرضی سے محبوب کے بارے میں مبالغہ آرائی کریں بلکہ اصل محبت محبوب سے وہ ہوتی ہے جس میں خود محبوب کی رضا مندی شامل ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی وہی ہوگی جیسی محبت کرنے کے آداب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دراصل اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اور اللہ کی محبت کا مطلب دائمی نجات و فلاح ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کو چاہیے کہ ہم اپنے پیغمبر سے محبت کرنے اور اپنے پیغمبر کی پیروی کرنے میں خود پیغمبر کی تعلیمات کو کسی طور پر بھی نظر انداز نہ کریں اور یہی کمال اطاعت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتنہ انکار حدیث

انکار حدیث کفر بواح ہے

تخلیق انسان کا فلسفہ

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ کیونکہ اس ذات کبریاء نے ہی اس کو وجود بخشا اور وہی اس کی زندگی' بقاء اور ارتقاء کا ذمہ دار ہے۔

مقصد بعثت انبیاء

مگر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے اسباب معلوم کرنا اور اس کی عبادت کی بجا آوری کے طریقے جاننا انسان کی عقل سے بالاتر ہے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیائے کرام کو اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو اپنی بندگی کی راہ دکھائے۔ گویا کہ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کی جانب اس کے سفیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اطاعت انبیاء

اس لئے ان کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا اور فرمایا۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء: ۴/۸۰)

''جس نے رسول کی پیروی کی گویا کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اور فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۵۳/۳-۴)

''وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ یہ سب ان کی طرف وحی کیا جارہا ہے۔''

اطاعت و معصیت رسول کے نتائج

پھر جس نے انبیائے کرام کی اطاعت کی وہ اللہ کے ہاں کامیابی و کامرانی اور مراتب و درجات حاصل کر گیا اور جس نے نافرمانی کی وہ تباہ و برباد ہوگیا۔ انبیاء کی اطاعت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو روز روشن کی طرح واضح ہے اسی لیے اس میں آدم علیہ السلام سے لے کر موجودہ دور تک کوئی تشکیک نہیں پیدا کی گئی اور انبیاء کی اطاعت کو ہمیشہ اللہ کی اطاعت کی طرح لازم اور فرض سمجھا گیا۔ انبیاء کی نافرمانی اگر کسی بہانے سے بھی کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز معاف نہ کیا بلکہ جیسی بھی نافرمانی کی گئی ویسا ہی عذاب نازل کیا۔

تذکیر بایام اللہ

بنی اسرائیل نے جب اپنے نبی کے حکم کی ظاہری شکل بدلی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر بنادیا۔

قوم لوط نے جب نافرمانی کی تو اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا گیا پھر اوپر سے پتھر بھی برسائے گئے۔

اسی طرح جس قوم نے جس طرح کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔

اطاعت رسول حتی الامکان ضروری ہے

اسی لئے انسان کی اطاعت کے لزوم میں کسی کو بھی ذرہ بھر شک کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ یہاں ایک صحابی رسول ﷺ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کی شان میں گستاخی کی تو اس کے لڑکے عبداللہ نے نبی ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تیور دیکھے اور ان کی غضبنا کی معلوم کی تو آپ سے کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ کے دربار سے میرے باپ کے قتل کا فیصلہ صادر ہوا تو اس فریضہ کی ادائیگی پر مجھے مامور فرمانا تاکہ یہ سعادت میں حاصل کرسکوں۔

اطاعت رسول اجماعی مسئلہ ہے

جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو سب سے پہلا مسئلہ یہ پیش آیا کہ خلافت کا حقدار کون ہو؟ انصار کہنے لگے ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے مگر جب نبی ﷺ کی یہ حدیث کہ الائمة من قریش (یعنی امامت وخلافت قریش میں ہوگی) سامنے آئی تو سب کے سر اس حدیث کے سامنے جھک گئے اور جب جیش اسامہ کی روانگی کا مسئلہ درپیش ہوا تو جب لوگوں نے کہا حالات بہت نازک ہیں آپ اس لشکر کو روک لیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے وہ لشکر کہ جس کا جھنڈا نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے باندھا تھا میں اس کو کیسے کھول سکتا ہوں اور اگر ہمیں پرندے اچک کر لے جائیں یا درندے مدینہ سے باہر گھسیٹ کر لے جائیں اور کتے امہات المومنین کی ٹانگیں کھینچنے لگیں ایسے حالات میں بھی میں ہرگز اس لشکر کو جس کو نبی ﷺ نے روانہ کیا تھا نہیں روک سکتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم نبی ﷺ کی وفات کے بعد اگر زمین پر ابوبکر نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔

اس لشکر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک عام سپاہی کی حیثیت سے شامل تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے تعاون کے لئے اسامہ سے اجازت لے کر اُن کو اپنے پاس رکھا۔[1]

نظامِ خلافت کی بنیاد اطاعت رسول تھی

خلفائے راشدین کا نظام حکومت اسی نہج پر قائم رہا کہ جب بھی نبی ﷺ کا

[1] البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان انہیں مل جاتا وہ اس کو اپنی سر آنکھوں پر لیتے اور اس کو حرزِ جان بناتے ان کے بعد خلافت بنو امیہ و عباسیہ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود یہی اصول اپنائے رہی۔

ملت اسلامیہ کا حجیت حدیث پر اجماع

پوری امت کا اس بات پر اتفاق رہا کہ حدیث رسول احکام خداوندی کے بنیادی مآخذ و مصادر میں سے دوسرا بڑا مآخذ ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ (ردالمختار) اسی طرح امام مالک نے بھی ساری زندگی حدیث کی خدمت میں صرف کر دی اور حدیث کو ہی اپنی پوری زندگی کا محور بنالیا۔

اور امام شافعی بھی قرآن و حدیث کو ہی اپنے مذہب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

امام احمد نے تو اپنی جان کی بازی ہی فرامین رسول کی حمایت میں لگا دی۔

حدیث رسول چونکہ انسانی زندگی کی بقاء و ارتقاء میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس کو محفوظ رکھنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ فرمایا ﴿اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ﴾ (القیامہ: ۷۵/۱۹) قرآن مجید کو بیان کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔ نیز فرمایا ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۱۵/۹) ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اور یہ حفاظت تفسیر و بیان سمیت مراد ہوگی ورنہ حفاظت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت اس طرح کی کہ پوری امت کو حدیث کا خادم بنا دیا اور علمائے حدیث نے اتنی عظیم خدمات انجام دیں کہ جن کی تعریف اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی کرنے پر مجبور ہیں اس کام کے لئے انہوں نے کچھ روایتی اصول اور کچھ درایتی اصول بھی مقرر فرمائے ہیں۔

سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت و سکون قول و فعل کو اپنے ذہنوں، دماغوں اور دلوں میں محفوظ کیا اور ایسی عقیدت اور قلبی محبت سے ان لمحات اور امور کو ذہن نشین کیا کہ کبھی وہ لوحِ ذہن سے نہ مٹ سکیں اور پھر ان کو عملی شکل دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر زندہ و جاوید کر دیا۔

انسانی زندگی پر حاوی امور چاہے عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے اسلام نے ان کو ہمیشہ عملی مقام دیا ہے اس لئے سارا دین ہم تک عملی تواتر سے پہنچ گیا۔

عہدِ رسالت میں تحریراتِ حدیث

بعض اوقات صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور افعال تحریر بھی فرمائے بلکہ بعض صحابہ کرام کے صحیفوں کا بھی ثبوت ملتا ہے جن میں سے ابو ہریرہ‘ سعد بن عبادہ اور انس رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ بعض باتیں خود نبی ﷺ کے حکم سے تحریر کی گئیں مثلاً خطبہ فتح مکہ آپ کے حکم سے ابو شاہ کو تحریر کر کے دیا گیا بحرین کے حاکم کے نام کتاب الصدقہ لکھ کر بھیجی گئی بلکہ عہد رسالت کی تقریباً تین سو احادیث کی تحریریں پیش کی جاسکتی ہیں۔

قرآن کا بیان وفہم حدیث پر موقوف ہے

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۱۶/۴۴)

’’ہم نے آپ کی طرف قرآن اس لئے نازل کیا کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں۔‘‘

یعنی جو کچھ اس میں ہے اس کو وضاحت اور تشریح سے بیان کریں مثلاً اَقِيْمُوا الصَّلَاةَ کی تشریح واجبات وسنن اور طریقہ اور جزئیات بتانے سے کریں۔ اسی طرح اٰتُوا الزَّكٰوةَ کی تشریح نصاب زکوٰۃ اور مصارف وغیرہ سے کی جائے۔ علی ھذا القیاس۔

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا

﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾

(النساء: ۴/۱۰۵)

’’ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب اس لئے نازل کی تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت کے ساتھ فیصلہ کریں۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ))[1]

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں تم اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتے جب تک ان کو مضبوط پکڑے رکھو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت''

انکار حدیث کی پیشن گوئی

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشك رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد))[2]

''لوگو! آگاہ رہو مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے قریب ہے کہ ایک آدمی اپنی چار پائی پر سیر ہو کر (تکیہ لگائے) بیٹھا ہو گا اور کہے گا کہ تم قرآن کو مضبوط پکڑو تو جو اس میں حلال ملے صرف اسی کو حلال سمجھو اور جو تم کو اس میں حرام نظر آئے صرف اسی کو حرام جانو۔ لیکن (اس کی یہ بات غلط ہے کیونکہ) اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اسی طرح محارم کا تعین کیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کیا۔ خبر دار رہو تم پر گھریلو گدھے حرام ہیں اسی طرح درندوں میں سے ہر کچلی والا جانور حرام ہے اور کسی ذمی کی گری پڑی چیز بھی تم پر حلال نہیں۔''

غور کیجئے نبی ﷺ کا فرمان آج ہمیں کس طرح واضح نظر آ رہا ہے کہ نبی ﷺ کی حدیث کا انکار کسی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کیا جا رہا ہے کبھی تو اس کو ظن کہہ

---

[1] مؤطا مالك۔ کتاب الجامع۔ باب النھی عن القول عن القدر

[2] ابو داؤد: کتاب السنۃ۔ باب فی لزوم السنۃ ۴۶۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر مشکوک کیا جاتا ہے، کبھی عجمی سازش کا نام دیا جاتا ہے اور کبھی یہ نام نہاد عقلاء اپنے ہی اکابر مسلمان علماء کو عقل و درایت کا سبق پڑھاتے ہیں حالانکہ ان کی درایت ہم سے ہزار گنا زیادہ تھی یہ سب خلاف واقعہ اور حقائق سے بعید اعتراضات ہیں۔

ظن کی مختصر تشریح:

منکرین حدیث زور وشور سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث چونکہ ظنی ہیں اور قرآن میں ہے کہ

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ (النجم: ۲۸/۵۳)

''یعنی حق کے مقابلہ میں گمان کسی کام نہیں آ سکتا۔''

مگر حقیقت یہ ہے کہ ظن جس طرح شک کے لئے کبھی کبھی آ تا ہے اسی طرح یقین کے لئے بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

(البقرہ: ۲/۴۶)

''جو لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۲/۲۴۹)

''جو لوگ اللہ سے ملاقات پر یقین رکھتے تھے وہ کہنے لگے کتنی ہی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ جاتی ہیں۔''

اور وہ احادیث جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہوں وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں جیسا کہ ہمارے پاس صحابہ و تابعین کے ذریعہ سارا دین بطور تواتر لفظی و عملی پہنچا ہے۔ بہت کم چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم ظنی کہہ سکتے ہیں مگر یہ ظن بھی وہم اور شک کے معنی میں استعمال نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر حدیث علمائے حدیث کے مقرر کردہ اصول روایت و درایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق صحیح قرار پائے تو وہ قابل اعتبار ہوگی اور وہ واجب العمل ہوگی۔

امام راغب فرماتے ہیں:

((الظن اسم لما یحصل عن امارۃ ومتی قویت ادت الی العلم ومتی ضعفت جدا لم یتجاوز حد التوھم))[1]

جو علم علامات سے حاصل ہو اس کو ظن کہا جاتا ہے جب یہ علامتیں قوی اور مضبوط ہوں تو اس سے یقینی علم حاصل ہوگا۔ اگر یہ علامات بہت کمزور ہوں تو پھر بھی وہم کی حد سے کم تر نہیں ہوتا۔ صاحب لسان العرب نے یوں کہا ہے:

((الظن الشك و یقین الا انه لیس بیقین عیان انما ھو تدبر۔ ظن، شك)) اور یقین دونوں پر بولا جاتا ہے مگر یہ یقین مشاہداتی نہیں ہوتا بلکہ غور و فکر سے تعلق رکھتا ہے۔

تمام امور میں ظنیت کا وجود

یہ لوگ تشکیکی معنی لے کر حدیث سے نفرت پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہماری زندگی کے تقریباً تمام امور ظنیات کے گرد ہی گھومتے ہیں۔ ہمارے تجارتی امور اور معاشی و معاشرتی معاملات اسی طرح گھریلو اور بین الاقوامی امور اور ان کے نتائج و مسببات سب ظن کے ماتحت ہی چل رہے ہیں حتیٰ کہ حدود اور شھادات میں بھی اسی کے مطابق ظنیات پر انحصار رکھا جاتا ہے بلکہ سمعیات اور لمسیات اور مشاہدات میں بھی غلطی لگ جانے کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ظنیات کو ایک سند کی حیثیت دی ہے اور اسی پر دنیا و آخرت کے معاملات کا دارو مدار رکھا گیا اور اسی لئے امت مسلمہ نے ظن کو اہمیت دے کر مستند قرار دیا۔ بنا بریں اس کو محض وہم و گمان سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

عجمی سازش کا ڈھکوسلہ

منکرین حدیث کبھی حدیث کو عجمی سازش کہتے ہیں علماء نے اس کام پر اپنی

[1] مفردات۔ حدید: ص ۵۸۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگیاں وقف کر دیں بلکہ پوری امت نے مل کر یہ کام سرانجام دیا جس کو یہ لوگ عجمی سازش کہہ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سازش کا انکشاف بھی صرف انہی لوگوں کو ہو سکا۔

تاریخ یہ جانتی ہے کہ اسلام نے اپنے سخت حریفوں یہود ونصاریٰ کو بھی دلی طور پر متاثر کیا کہ ان میں بھی منصف مزاج آدمی دل کی گہرائیوں سے اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ بت پرست لوگ تو اپنے دین میں نہایت کمزور بنیادوں کے حامل ہوتے ہیں اسلام نے اپنی تعلیمات نہایت واضح اور مدلل الفاظ میں پیش کی ہیں اور مخالفین کے اعتراضات نہایت وسعت ظرفی سے سنے اور ان کا جواب کافی شافی دیا ہے بلکہ کسی بھی غیر مسلم کو جبراً اسلام میں داخل کرنا اسلام کا مقصد ہرگز نہیں تھا۔ ان حالات میں اسلام کے خلاف کسی سازش کے ارتکاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تاریخ وعقل کے دلائل

تاریخ سے ظاہر ہے کہ فارس فتح ہوا تو مسلمانوں نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیا ان کے آتش کدے عرصہ دراز تک قائم رہے ان کی عوام تو مسلمانوں کی فتح پر خوشیاں منا رہی تھے مگر مجددین کو پھر بھی ان کے سازشی ہونے پر اصرار ہے۔

ان لوگوں کا مقصد دنیا کا حصول بھی نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ خلفائے وقت نے جب بھی نہایت عزت واحترام سے ان پر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تو ان علمائے حدیث نے بصد شکریہ ان کو لینے سے انکار کر دیا اور بغیر کسی طمع و لالچ کے ہر قسم کی سختیاں برداشت کر کے دن رات احادیث کی خدمت میں مصروف رہے۔

گزشتہ دلائل سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح احادیث اسلامی احکام واعمال کا بنیادی ماخذ ہیں اور علم یقین کا فائدہ دیتی ہیں اور دنیا و آخرت کی فلاح وکامیابی کی ضامن ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین حدیث کون؟

منکرین حدیث کو علم حدیث سے واقفیت نہیں اور جو شخص کسی شے کی اصیلت سے واقف نہ ہو عموماً اس کے متعلق وہ صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ صرف قرآن مجید ہی کو منزل من اللہ سمجھتے ہیں اور حدیث رسول کو رائے قیاس کا درجہ دیتے ہیں یعنی قرآن کو قطعی اور حدیث کو ظنی قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ قرآن کے وحی منزل من السمآء ہونے کے منکر تھے وہ ہمیشہ قرآن کی صحت پر اعتراضات کرتے رہتے تھے۔ لیکن جس طرح قرآن منزل من السمآء ہے اسی طرح حدیث بھی منزل من السمآء ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ وحی جلی ہے یہ وحی خفی ہے یا وہ وحی متلو ہے یہ غیر متلو۔ واجب الایمان اور واجب التعمیل ہونے میں دونوں متساوی ہیں جیسے قرآن کا منکر کافر ہے ویسے ہی حدیث کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے جیسے خدا کا منکر کافر ہے ویسے ہی رسول کا منکر بھی کافر۔

منکرین حدیث کے کفر پر خود قرآن مجید شاہد و ناطق ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ۴/۶۵)

''(اے محمد ﷺ!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کو حکم (فیصلہ کرنے والا) تسلیم نہ کر لیں پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں۔ اور فیصلہ پر پوری طرح سرِ تسلیم خم کر دیں۔

حدیث کا نزول جبرئیل علیہ السلام کی معرفت اسی طرح ہوا تھا جس طرح کہ قرآن مجید کا۔ امام حازمی اپنی کتاب ''ناسخ و منسوخ'' میں لکھتے ہیں۔

''جبرئیل حدیث کو لے کر آسمان سے اترتے تھے اور آنحضرت ﷺ کو سکھاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا ہر وہ فرمان' ہر وہ حدیث جو باسند اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتبر ہو وہ بھی تنزیل ہے۔‘‘

مسند دارمی میں ہے:

’’حضرت حسان بن عطیہ جو کبار تابعین اور ثقات میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام قرآن لے کر جس طرح اترتے تھے اسی طرح حدیث بھی لے کر اترتے تھے۔‘‘

درحقیقت منکرین حدیث وہ لوگ ہیں جو

﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/۲)

کے مصداق ہیں گمراہی کی انتہا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا قلادہ اتار کر رسول اللہ ﷺ کے مخالفین کے افکار کی اطاعت کا قلادہ اپنی گردنوں میں پہنے ہوئے ہیں۔

اصل بات جو سمجھنے اور ماننے کی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیث نبوی ﷺ کو بھی حجت کا مقام حاصل ہے۔ قرآن وحدیث دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ان دونوں میں اختلاف اور جدائی کا تصور بھی کیا جائے۔ اور اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ ایک پر دوسرے کی روشنی کے بغیر عمل کیا جائے۔ اگر قرآن اجمال ہے تو حدیث رسول ﷺ اس کی تفصیل ہے۔ اگر قرآن متن ہے تو اس کی شرح حدیث ہے۔ پھر حدیث سے کیسے منہ موڑا جا سکتا ہے۔ آج جو بھی احادیث نبوی کے منکر ہیں وہ بجائے اس کے کہ خود اپنی زندگیوں کو نقشہ ہدایت کے مطابق بناتے الٹا تراش خراش کر کے خود دین ہی کو اپنی خواہشات کے مطابق بنا لینا چاہتے ہیں جو کھلی تحریف ہے۔

مولانا عبدالجبار عمر پوری منکرین حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی ذہنیت اور اعمال حیرت کے لائق نہیں کیونکہ وہ قرآن کے منکر، رسول اللہ ﷺ سے منحرف اور ضروریات دین سے برگشتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لیکن سخت افسوس ان ظالموں کی حالت پر ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اور توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور اسلام کو صحیح و راست کہتے ہیں اور با ایں ہمہ اسلام کے اجزا و ارکان کو منہدم کرنا چاہتے ہیں۔"[1]

انکار حدیث صرف یہ نہیں کہ حدیث کو حجت شرعی اور شریعت اسلامیہ کا ماخذ ماننے سے انکار کیا جائے بلکہ احادیث کو مشکوک بنانا' اسلاف کی روش سے ہٹ کر اپنی خواہش نفس سے احادیث سے مسائل کا استنباط کرنا' مستند احادیث کی صحت سے انکار کرنا اور حدیث کے معانی و مفاہیم کی غلط تاویلیں پیش کرنا بھی انکار حدیث کی مختلف صورتیں ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ منکرین حدیث حضرت محمد ﷺ کو رسول اللہ ﷺ تو مانتے ہیں مگر آپ ﷺ کے ارشادات کو وحی الٰہی نہیں مانتے بلکہ محمد ﷺ کی ذاتی بات مانتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو دل سے آپ ﷺ کو رسول اللہ نہیں مانتے یا پھر رسول ﷺ کے معنی نہیں جانتے۔ رسول کے معنی ہیں: پیغام پہنچانے والا۔ پیغام پہنچانے والا دوسرے کا پیغام پہنچاتا ہے' اپنی نہیں سناتا۔ رسول اس کو کہتے ہیں جو اپنی نہ کہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام حرف بحرف پہنچادے۔ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو حضور ﷺ کی ذاتی بات سمجھ کر رد کر دیتے ہیں' وہ صرف منکرین حدیث ہی نہیں در حقیقت وہ منکر رسالت ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی رسالت کے سچے دل سے قائل ہوتے تو آپ ﷺ کی احادیث آیات قرآنی کی طرح سر آنکھوں پر رکھتے۔

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی بعثت' اسلام کا ظہور' اس کی تبلیغ' اس راہ کی صعوبتیں' غزوات' اسلام کا غلبہ و اقتدار' حکومت الٰہیہ کا قیام' اس کا نظام' رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ' آپ ﷺ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے اگر اسی کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ

[1] عظمت اسلام' مولانا عبدالغفار حسن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ اس لئے احادیث نبوی اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اسی پر ان کی عمارت قائم ہے۔"[1]

منکرین حدیث کے گروہ

منکرین حدیث کے جو گروہ پیدا ہوئے ان کی ایک فہرست شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی نے مرتب کی ہے: لکھتے ہیں:

"خوارج نے ۲۰۰ھ میں ان احادیث کا انکار کیا جو اہل بیت کے فضائل میں تھیں اور ان کے بعد شیعہ حضرات نے ان احادیث کا انکار کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں تھیں۔ اور معتزلہ اور جہمیہ فرقوں نے احادیث صفات الٰہی کا انکار کیا۔۲۲۱ھ میں قاضی عیسیٰ بن ابان اور ان کے متبعین اور ان کے ساتھ متاخرین فقہاء قاضی ابوزید بوسی وغیرہ نے ان احادیث کا انکار کر دیا جو غیر فقیہ صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ۴۰۰ھ کے بعد معتزلہ اور متکلمین نے اصول و فروع دونوں میں خبر واحد سے اختلاف کیا۔

۱۳۰۰ھ کے قریب قریب مولوی چراغ علی اور سر سید احمد خان نے احادیث کو تاریخ کا ذخیرہ قرار دیا اور اپنا یہ اصول بنایا کہ جو حدیث نیچر کے موافق ہوگی وہ قابل قبول ہے اور جو نیچر کے موافق نہیں، وہ قابل قبول نہیں ...... ۱۳۰۰ھ کے بعد ایک ایسا گروہ آیا جس نے احادیث کا بالکل ہی انکار کر دیا۔ اس گروہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، مولوی حشمت علی لاہوری اور مولوی رفیع الدین ملتانی شامل تھے۔ ان کے بعد ۱۴۰۰ھ میں ایک گروہ اور نمودار ہوا جنہوں نے قرآن و حدیث اور پورے دین اسلام کو ایک کھیل قرار دیا اور ایک سیاسی نظریہ قائم کیا کہ اس میں رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔ اس گروہ میں مولوی احمد الدین امرتسری اور مسٹر غلام احمد پرویز شامل تھے۔ ان کے ساتھ کچھ حضرات ایسے بھی سامنے آئے جنہیں منکرین حدیث کے گروہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کے انداز فکر سے حدیث کا استخفاف اور استحقار معلوم ہوتا ہے اور طریقہ

[1] تذکرۃ المحدثین ۱/۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتگو سے انکار حدیث کے چور دروازے کھل سکتے ہیں۔ اس گروہ میں مولانا شبلی مرحوم' مولانا حمید الدین فراہی' مولانا ابو الاعلیٰ مودودی' مولانا امین احسن اصلاحی اور عام فرزندان ندوہ باستثنائے حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ شامل ہیں۔"[1]

فتنہ انکار حدیث اور اس کے اسباب

انکار حدیث کا فتنہ لے کے کھڑا ہے تو
اہل ضلالت کا قائد و رہبر بنا ہے تو
غضب نازل ہو نہ کیوں ترے قلب سیاہ پر
برگشتہ سنت حبیب خدا سے ہے تو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی وحی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانے کے مختلف فتنوں اور حوادث کا ذکر فرمایا جس کی تفصیل مختلف احادیث میں موجود ہے۔ انکار حدیث کے فتنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع فرمادیا تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے واضح ہے:

"میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور جب اس کے سامنے میرے احکامات میں سے کسی بات کا امر یا کسی چیز کی ممانعت آئے تو وہ کہنے لگے کہ میں کچھ نہیں جانتا' ہم تو جو قرآن مجید میں پائیں گے' اسی کو مانیں گے۔"[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری اور تیرھویں صدی ہجری میں انکار حدیث کے فتنے اٹھے۔ مؤخر الذکر فتنے کا مرکز برصغیر ہندو پاک ہے۔ یہاں کے منکرین احادیث میں سے بعض نے اپنے آپ کو علیٰ

---

[1] حجیت حدیث : ص ۱۱۴

[2] ابو داؤد: کتاب السنة باب فی لزوم السنة ۴۶۰۵۔
ترمذی کتاب العلم باب ما نهی عنه الایقال عند حدیث رسول الله ۲۶۶۳۔
ابن ماجه المقدمة۔ باب تعظیم حدیث رسول الله ۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاعلان ''اہل قرآن'' بھی کہلوایا۔ جن میں زیادہ مشہور عبد اللہ چکڑالوی تھا۔ ان صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تخت پوش پر تکیہ لگا کر حدیث نبوی ﷺ کا انکار کیا کرتا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان عبد اللہ چکڑالوی پر مکمل طور پر صادق آتا ہے۔ اس کے انکار حدیث کی کیفیت کو مولانا صادق سیالکوٹی مرحوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''غور فرمایا آپ نے کہ حضور ﷺ کا فرمان کتنا حرف بحرف صحیح نکلا ہے بلکہ معجزہ ثابت ہوا ہے کہ عبد اللہ چکڑالوی نے' اریکہ' یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر تکیہ لگائے ہوئے کہا ہے لا ادری ماوجد نافی کتاب اللہ اتبعناہ میں نہیں جانتا حدیث کو' حدیث دین کی چیز نہیں ہے میں تو صرف قرآن پر ہی چلوں گا۔''[1]

فتنہ انکار حدیث' حضور اکرم ﷺ کے فرمان کا مصداق ہونے کے علاوہ حجیت حدیث کی دلیل اور اہل ایمان کے لیے حدیث پر مزید یقین کا سبب بھی بنا۔

انکارِ حدیث کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں

ا۔ خواہشات نفس کی پیروی

دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد مسلمان کو اسلام پابند کرتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ مکمل طور پر قرآن و حدیث کے احکامات کا پابند ہے۔ یہ پابندی طبیعت میں آزادی رکھنے والوں اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں پر گراں گزرتی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ جو قرآن مجید کے اصول اور کلیات کی تفصیل ہیں قدم قدم پر خواہشات نفسانیہ کی پیروی میں رکاوٹ ہیں۔ نیز ان میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں

''انکار حدیث کی وجہ یہ نہیں کہ حدیث ہم تک معتبر ذریعہ سے نہیں پہنچی بلکہ انکار

[1] ضرب حدیث : صفحہ ۴۹،۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے یہ آزاد رہنا چاہتی ہے نفس یورپ کی تہذیب اور تمدن پر عاشق اور فریفتہ ہے اور انبیاء و مرسلین کے تمدن سے نفوذ اور بیزار ہے' کیونکہ شریعت غراء اور ملت بیضاء اور احادیث نبویہ ﷺ اور سنن مصطفویہ ﷺ قدم قدم پر شہوات نفس میں مزاحم ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اولین مقصد نفسانی خواہشوں کو کچلنا اور پامال کرنا تھا۔ اس لیے کہ شہوتوں کو آزادی دینے سے دین اور دنیا دونوں ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے منکرین حدیث نے ان دو متضاد راہوں میں تطبیق کی ایک نئی راہ نکالی' وہ یہ کہ حدیث کا تو انکار کر دیا جائے جو ہمارے آزادی میں سد راہ ہے۔ اور مسلمان کہلانے کے لیے قرآن کریم کا اقرار کر لیا جائے۔ کیونکہ قرآن ایک اصولی اور قانونی کتاب ہے۔ اس کی حیثیت ایک دستور اساس کی ہے کہ جو زیادہ تر اصول و کلیات پر مشتمل ہے۔ جس میں ایجاز اور اجمال کی وجہ سے تاویل کی گنجائش ہے اور احادیث نبوی ﷺ اور اقوال صحابہ میں ان اصول و کلیات کی شرح اور تفصیل ہے' اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اس لیے منکرین حدیث نے حدیث کا کھلم کھلا انکار کر دیا۔"[1]

خواہشات کی پیروی حدیث کی مخالفت کا ایک بنیادی سبب ہے' اس حقیقت کو مولانا محمد سرفراز یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ ایک خالص حقیقت ہے کہ حدیث کی مخالفت آج وہ لوگ کر رہے ہیں جو دراصل اسلامی تہذیب و تمدن کے عادلانہ نظام کو یکسر توڑنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی تشریح ہے اور تعینات کی حدود میں' اپنی خواہشات کی پیروی کے لیے وہ قطعاً کوئی گنجائش نہیں پاتے۔ لہٰذا انہوں نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اس چیز ہی کو اصل سے مٹا دیا جائے جو مکمل طور پر اسلام کے عادلانہ نظام کی تشریح اور حد بندی کرتی ہے تاکہ وہ آزاد ہو جائیں اور اسلام کے ڈھانچے پر جس قدر اور جس طرح چاہیں' گوشت پوست چڑھائیں اور جس طرح چاہیں اپنے خود ساختہ اسلام کی شکل بنالیں۔"[2]

---

[1] حجیت حدیث

[2] شوق حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کم علمی اور جہالت

منکرین حدیث نہ تو علم حدیث پر عبور رکھتے ہیں اور نہ ہی علوم قرآن کی گہرائیوں سے واقف ہیں۔ چونکہ قرآن وسنت اوران کے مستند ماخذ تک منکرین حدیث کی رسائی نہیں لہٰذا ان کی توجیہہ بھی ان کے بس کا روگ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث رسول ﷺ پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔

مولانا محمد قطب الدین منکرین حدیث کے نامکمل مطالعہ اور جہالت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''انکار حدیث کا سب سے پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ منکرین حدیث راسخ فی علم قرآن ہی نہیں، وہ علم حدیث پر بھی مکمل عبور نہیں رکھتے اور حدیث کی مختلف انواع و اقسام اور راویوں سے متعلق فن تنقید و تحقیق سے بے خبر واقع ہوئے ہیں۔ ان میں تطبیق آیات و احادیث کا فن بھی مفقود ہے جس کے لیے مسلسل اور عمیق مطالعہ کی ضرورت ہے اور جس کے بغیر احادیث نبوی ﷺ کی صحیح عظمت وافادیت واضح نہیں ہوسکتی۔''[۱]

۳۔ عقل کو معیار بنانا

تاریخ اسلام اس چیز کی گواہ ہے کہ جب بھی اسلام میں کسی فرقہ یا گروہ نے اپنے عقائد ونظریات کو داخل کرنا چاہا تو عقل کا سہارا لیا اور عقل کی برتری کو منوانے کی کوشش کی۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری میں معتزلہ کے انکار حدیث کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عقل کو فیصلہ کن حیثیت دی اور راہ راست سے بھٹک گئے۔

یورپ کا موجودہ ارتقاء ان کی نظر میں ان کی ذہانت، معروضیت اور عقل پسندی کا مرہون منت ہے۔ ریشنل ازم (Rationalism) مذہب کے بگڑے ہوئے تصور اندھے ایمان (Blind Faith) کے ردعمل میں ایک باقاعدہ تحریک کے طور پر یورپ میں سرگرم ہوا اور اس کے قوی اثرات مسلسل چلے آرہے ہیں۔ انسان کو اپنی عقل اور

[۱] (مظاہر حق اردو ترجمہ: مشکوٰۃ شریف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توجیہہ پسندی پر ہمیشہ سے بڑا اعتماد رہا ہے اور اس عقل کے استعمال سے اگر اسے کچھ کامیابی حاصل ہو جائے تو پھر وہ عقل پرستی تک پہنچا دیتی ہے۔

انکار حدیث کا فتنہ بھی چونکہ مغرب کی علمی مرعوبیت کا شاخسانہ ہے' اس لیے یہاں بھی عقل پسندی کے گہرے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ اکثر منکرین حدیث نے حدیث کو تسلیم کرنے میں عقلی حجت بازیاں کی ہیں۔ اور حدیث کی صحت جانچنے کے لیے یہ اصول متعارف کرایا ہے کہ وہی احادیث قابل قبول ہیں جو عقل انسانی کو اپیل کرتی ہیں۔ حالانکہ عقل انسانی وحی کی محتاج ہے اور اسے قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت ہے۔

۴۔ دنیاوی اغراض و مقاصد کا حصول

انکار حدیث کی ایک وجہ اغراض و مقاصد کا حصول بھی ہے جن کی خاطر جان بوجھ کر منکرین حدیث اس گمراہی کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ مولانا محمد قطب الدین لکھتے ہیں:

''منکرین حدیث اور ان کے پیشواء علماء یہود کی مانند محض دنیوی اغراض و مفادات کے لیے دیدہ و دانستہ ''کتمان حق'' بھی کرتے ہیں اور ''التباس حق و باطل بھی''۔[1]

اتباع سنت اور منکرین حدیث کا مؤقف

صرف قرآن قرآن کا دعویٰ کرنے والوں کو اتنی سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی ہیں' دونوں شان نبوت سے ادا ہوتے ہیں۔ ایک ہی نبی اور ملتے جلتے الفاظ ان میں سے بعض کو ہم قرآن قرار دیتے ہیں اور بعض کو حدیث نبوی۔ کیونکہ ہمیں ہمارے نبی نے بتایا کہ فلاں الفاظ بطور قرآن ہیں اور فلاں بطور حدیث۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے فرمان پر یقین نہیں ہے تو پھر بتایئے قرآن بھی کس کے کہنے سے قرآن بنتا ہے؟ فرمان نبوی ﷺ نے ہی بتلایا کہ یہ قرآن ہے ہم سے نہ اللہ نے یہ فرمایا' نہ جبرئیل امین نے کہا کہ یہ قرآن ہے۔ کس قدر احسان ناشناس اور محسن کش ہیں یہ لوگ جو آج قرآن کی آڑ لے کر حدیث کے انکار پر

---

[1] مظاہر حق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلے ہوئے ہیں جبکہ احادیث نے انہیں قرآن سے روشناس کیا۔

اگر حدیث سے انکار ہے تو قرآن کا ثبوت کیسے ممکن ہے؟ اگر حدیث کا اعتبار نہیں تو قرآن کا کیا اعتبار (معاذ اللہ)؟ حدیث ہی نے ہمیں بتلایا کہ یہ قرآن ہے۔ منکرین حدیث کس منہ سے قرآن کو کتاب اللہ کہتے ہیں۔ قرآن تو صرف انہی بانصیب لوگوں کے لیے کتاب اللہ ہے جن کا حدیث رسول ﷺ پر ایمان ہے اور جن کے لیے حدیث حجت ہے۔

منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ احادیث نبوی قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں اختلافات ہیں لہٰذا وہ اسلامی آئین کے لیے بنیاد اور مسائل حیات کے لیے دلیل و سند کیوں کر ہوسکتی ہیں منکرین حدیث درحقیقت ختم نبوت اور اطاعت رسول دونوں کے منکر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ختم نبوت اور اطاعت رسول کے معنی ہی بدل ڈالے ہیں۔ پرویزیوں نے کہا کہ اطاعت رسول ﷺ کا جو مطلب سمجھا جاتا ہے (یعنی ارشادات آنحضرت ﷺ کی پیروی) وہ غلط ہے اور اس کا صحیح مطلب ہے، مرکز ملت کی اطاعت۔[1]

پرویز صاحب کا کہنا ہے کہ "دین کا مقصود یہ ہے کہ انسان کو دوسرے انسانوں کی محکومی سے نکال کر قوانین خداوندی کی اطاعت میں لایا جائے۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۱۱) اور اس دعویٰ کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ﴾

(ال عمران ۳/۷۹)

"کسی انسان کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوت دے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میری محکومی اختیار کرو۔ اسے یہی کہنا چاہیے کہ تم سب ربانی بن جاؤ۔"

اب چونکہ ایک غلط بات پیش نظر تھی کہ کوئی شخص نبی کا محکوم نہیں ہوسکتا اس لیے

---

[1] معارف القرآن صفحہ ۶۲۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے تو آیت کا غلط ترجمہ کرنا پڑھا۔ ﴿کونوا عبادالی من دون اللّٰہ﴾ کا صحیح مطلب یہ تھا کہ کوئی نبی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی اختیار کرو''۔ اس کی بجائے انہوں نے یہ ترجمہ کیا کہ ''اللہ کو چھوڑ کر میری 'محکومی' اختیار کرو۔'' ...... اس ترجمہ پر معترض کو یہ حق ہے کہ وہ کہے کہ شاید ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ عبدیت اور محکومی میں کتنا فرق ہے۔ پھر اس آیت کے ترجمے میں انہوں نے خود حکومت کا لفظ لکھا ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ خدا جس کو حکومت دے وہ کسی کو محکوم نہیں بنا سکتا تو کتنی بڑی حماقت ہے بھلا وہ حکومت کیسی جہاں کوئی محکوم ہی نہ ہو۔ یہ دونوں باتیں اگرچہ مسٹر پرویز کے علم و عقل کی کوتاہی ہے۔ لیکن قصور علم و عقل کا نہیں بلکہ اس غلط تصور کا ہے جو ان کے ذہن پر مسلط ہے اور جس کے لیے انہیں یہ پاپڑ بیلنے پڑے ہیں۔ اگر وہ ذرا سی بھی کوشش کرتے تو ان کو قرآن حکیم کے اردو تراجم میں بھی یہ بات لکھی ہوئی نظر آ جاتی کہ آنحضرت پر بعض دشمنان دین نے یہ الزام لگایا کہ یہ شخص اللہ کی بجائے اپنی عبادت کروانا چاہتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ بھلا کوئی نبی ایسا کر سکتا ہے؟ آخر اس طرح صحیح مطلب بیان کرنے میں کونسی اسلامی روح کچلی جارہی تھی جس کی حفاظت کے لیے انہوں نے کلام الٰہی کی معنوی تحریف بھی کی اور کچھ مطلب حل نہ ہوا۔

پرویز صاحب کا کہنا ہے کہ:

''اطاعت اور محکومیت صرف خدا کی ہو سکتی ہے کسی انسان کی نہیں۔''[1]

اور مقصود یہ ہے کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کا اتباع نہ کیا جائے۔ حالانکہ اسی کا نام انکار سنت ہے اور یہی ان کا نظریہ ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے انہوں نے آیات قرآن حکیم سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر شخص کو صرف اللہ کا حکم ماننا چاہیے۔ انہوں نے بے سبب قرآن مجید کی بعض غیر متعلقہ آیات کا غلط اور بے محل ترجمہ کر کے اپنی بصیرت کو ناحق مجروح کیا ہے۔ مثلاً ﴿اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ کا نہایت واضح مطلب یہ ہے کہ ''اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

---

[1] معارف القرآن ص ۶۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن پرویز کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی 'اطاعت' مت کرو اور پھر زور دیا ہے کہ قرآن کی رو سے خدا کی 'اطاعت' یا 'محکومیت' اور خدا کی ''عبادت'' سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ پھر اس باطل خیال کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قرآن حکیم کی دوسری متعدد آیات میں ان کو معنوی تحریف کرنا پڑی۔

پرویز صاحب کا کہنا ہے:

''توحید کے بعد رسالت حضور ﷺ ختم المرسلین پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن رسول ﷺ پر ایمان لانے سے مفہوم اس کی ذات پر ایمان نہیں کیونکہ اس کی ذات تو مکان و زمان کے حدود کی پابند ہوتی ہے۔ رسالت محمدیہ ﷺ پر ایمان سے مقصود اس کتاب پر ایمان ہے جو حضور ﷺ کی وساطت سے امت کو ملی۔''[۱]

امام حرمین شریفین شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے ''طلوع اسلام'' تنظیم کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو ان کے باطل و ملحدانہ عقائد کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے اور اپنے فتویٰ میں انہوں نے لکھا:

''یہ شخص حجیت حدیث' معجزات' عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا جو نماز' زکوٰۃ' حج' جنت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں کا انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکور عقائد کے حامل ہیں۔ کافر اور قادیانیت کی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔''[۲]

منکرین حدیث خصوصاً غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہیں جن میں سے اکثر یہ ہیں:

- اطاعت رسول ﷺ سے انحراف اور سنت کی حجیت (شرعی حیثیت) کا انکار کرنا

۱۔ فردوس گم گشتہ ص: ۳۸۳

۲۔ مجموعہ فتاوی فتنہ پرویزیت تاریخ ۲۴/۲/۱۴۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ وہم کہ صرف قرآن ہی شریعت کا ماخذ ہے۔

- ارکان اسلام میں تحریف کرنا اور ان کے ایسے مطالب لینا جو قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ مثلاً صلوٰۃ' زکوٰۃ' حج کے ان کے نزدیک خاص معانی ہیں جو درحقیقت باطل توجیہات ہیں ..... جیسا کہ خارج از اسلام باطنی فرقوں کی تحریفات ہیں۔
- ارکان ایمان میں تحریف کرنا جو قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ ملائکہ کی ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہ کائنات کو ودیعت کی گئی قوتوں کا حصہ ہیں اور قضاء وقدر ان کے نزدیک مجوسی فریب ہے۔
- جنت و دوزخ کا انکار کہ ان کے نزدیک یہ حقیقی جگہیں نہیں ہیں۔
- حضرت آدم علیہ السلام کے ''ابوالبشر'' ہونے کا انکار کہ ان کے نزدیک وہ ایک تمثیلی قصہ ہے حقیقت نہیں۔
- قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق کرنا اور کہنا کہ احکام قرآن وقتی تھے ابدی نہیں۔

یہ جماعت اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے اور دین اسلام میں تحریفات کرنے والی ہے۔ جو بھی اس جماعت کی اتباع کرتا ہے یا اس کی طرف دعوت دیتا ہے تو وہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہے۔

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس گمراہ جماعت اور اس جیسی دوسری جماعتوں سے بچیں اور قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ کیونکہ دین اسلام صرف اور صرف قرآن و سنت کے مجموعے کا نام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت: اتباع سنت کی راہ میں حائل رکاوٹ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۱/۵۶)

''اور ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

اور اس عبادت کے فریضہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی مرضی پر موقوف نہیں رکھا کہ جس کا جس طرح جی چاہے عبادت کرتا رہے بلکہ عبادت کا طریقہ بتانے کے لیے اللہ تعالیٰ انسانوں ہی میں سے وقتاً فوقتاً انبیائے کرام کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اور اب اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں خاتم النبین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ ہی بہترین نمونہ ہیں۔''

گویا دین یہی ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی کی جائے اور اتباع رسول ﷺ کی کی جائے اس لیے جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اس سے دو باتوں کا اقرار لیا جاتا ہے۔ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ یعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی جائے اور اتباع صرف رسول ﷺ کی۔ جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ''توحید'' ہے اور اس کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرنا ''شرک'' ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا طریقہ ''سنت کہلاتا ہے اور سنت کے برخلاف جو عمل بھی کیا جائے اسے ''بدعت'' کہتے ہیں۔

''بدعت'' سنت کی ضد ہے۔ دین اسلام کا تقاضا ہے کہ بدعات سے بچ کر صرف اور صرف سنت رسول ﷺ کے چشمۂ صافی سے فیض حاصل کیا جائے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر بدعت سے کیا مراد ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت کا لغوی مفہوم:

ایسی کوئی چیز ایجاد کرنا یا ایسا نیا کام کرنا جس کی پہلے سے کوئی مثال نہ ہو' اسے بدعت کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (البقرہ ۲: ۱۱۷)

''اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو بغیر کسی مثال کے پیدا کرنے والا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: ۹/۴۶)

''کہہ دیجئے میں رسولوں میں سے کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے بھی رسول دنیا میں وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''بدعت یہ ہے کہ مذہب میں نئی بات داخل کرنا جس کا قائل یا فاعل صاحب شریعت کے نقش قدم پر نہ چلا ہو اور شریعت کی سابقہ مثالوں اور اس کے اصولوں کی پیروی نہ کی ہو۔''[1]

امام محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی لکھتے ہیں:

((وَالْبِدْعَةُ الْحَدَثُ فِي الدِّيْنِ بَعْدَ الْاِكْمَالِ))

''بدعت تکمیل دین کے بعد نئی چیز نکالنے کو کہتے ہیں۔''[2]

امام نووی بدعت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

((كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ))

''ہر وہ چیز جو کسی سابقہ نمونہ کے بغیر کی جائے۔''[3]

---

[1] مفردات قرآن: ۷۶/ ج۱

[2] مختار الفتاح

[3] شرح صحیح مسلم: ۱/۲۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت کا اصطلاحی مفہوم

ہر وہ عمل بدعت کہلاتا ہے جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو یعنی نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود وہ عمل کیا اور نہ کسی کو اس کا حکم دیا اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی ہو۔ ایسا عمل اللہ کے ہاں مردود ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[1]

''جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں وہ عمل رد ہے۔''

دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز بدعات ہیں۔ بدعات چونکہ نیکی اور ثواب سمجھ کر کی جاتی ہیں اس لیے بدعتی انہیں ترک کرنے کا تصور تک نہیں کرتا جبکہ دوسرے گناہوں کے معاملے میں گناہ کا احساس موجود رہتا ہے جس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ گناہ گار کبھی نہ کبھی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ضرور توبہ استغفار کرے گا اسی لیے حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ:

''شیطان کو معصیت کے مقابلے میں بدعت زیادہ محبوب ہے۔''

شریعت کی نگاہ میں دو گناہ ایسے ہیں جنہیں ترک کیے بغیر نہ کوئی نیک عمل قبول ہوتا ہے اور نہ توبہ۔

❶ شرک ❷ بدعت

شرک کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ معاف کرتا رہتا ہے جب تک اللہ اور بندے کے درمیان پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ یہ پردہ کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسلم: کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة ۴۴۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آدمی اس حال میں مرے کہ شرک کرنے والا ہو۔''[1]

بدعت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں فرماتا جب تک وہ بدعت ترک نہ کر دے۔''[2]

گویا بدعتی کی ساری محنت اور مشقت کی مثال اس مزدور کی سی ہے جو دن بھر محنت مزدوری کرتا رہے لیکن اسے کوئی مزدوری یا اجرت نہ ملے سوائے تھکاوٹ اور بربادیٔ وقت کے۔

تاریخ اسلام کا سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا جو بدعات سے بالکل پاک وصاف تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف کتاب وسنت پر عمل پیرا تھے اور ان کے زمانے میں بدعات کا کوئی نام ونشان بھی نہ تھا۔ اور وہ دین میں بدعات کے تصور سے بھی کانپتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں بدعات کی ابتداء خوارج اور شیعہ اور معتزلہ وجہیمہ کے فتنے سے ہوئی جو بعد میں رفتہ رفتہ پھیل کر مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سب سے بڑا سبب بنی۔

ان بدعات کے پھیلنے کا اصل سبب یہ تھا کہ دنیا پرست علماء نے ان بدعات کو اپنی روزی روٹی کا ذریعہ بنا کر انہیں خوب چمکایا جس سے مسلم عوام نے دھوکہ کھا کر ان کو دین کا ایک جزو بنالیا۔

مسلمان بادشاہوں اور جاہل حکمرانوں نے بھی ان بدعات کی سرکاری سرپرستی کر کے عوام کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ جیسے محرم' میلاد النبی ﷺ اور معراج کی بدعات محض سرکاری سرپرستی سے پھلی پھولیں۔

علم حدیث سے بے خبری اور کتاب وسنت پر عمل وتحقیق سے دوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ضعیف ومنکر اور موضوع احادیث نے مسلم معاشرے میں رواج عام حاصل کر لیا اور

---

[1] مسند احمد۔ ۵/ ۱۷۴

[2] طبرانی' الاوسط رقم الحدیث ۴۲۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ذریعہ بدعات کو شرعی حیثیت حاصل ہوگئی۔

بدعت کی اقسام:

ہمارے معاشرے کے ایک بڑے طبقہ کے بیشتر عقائد و اعمال کی بنیاد ضعیف اور موضع روایات پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے غیر مسنون اور بدعی افعال کو شرعی بنانے کے لیے بدعت کو مندرجہ ذیل دو اقسام میں تقسیم کر رکھا ہے۔

۱۔ بدعت سیئہ

۲۔ بدعت حسنہ

سیئہ کے معنی گناہ کے ہیں لہٰذا بدعت سیئہ تو واقعی گناہ ہے لیکن بدعت حسنہ نیکی اور ثواب کا کام ہے۔ جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تمام بدعات کو گمراہی قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[1]

جب بدعت گمراہی ہے تو گمراہی کیسے اچھی یا بری ہوسکتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

''جب کسی بدعت کو اپنایا جاتا ہے تو ایک سنت اٹھ جاتی ہے۔''[2]

بدعتی کی پہچان

جس طرح مشرک شرک سے محبت کرتا ہے اور توحید اور موحدین کو اپنی نفرت کا نشانہ بناتا ہے اسی طرح بدعتی ہمیشہ بدعت سے محبت کرتا ہے اور سنت اور اس کے عامل سے نفرت کرتا ہے یہی ایک بدعتی کی پہچان ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی ''غنیۃ الطالبین'' میں لکھتے ہیں:

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِاَهْلِ الْبِدَعِ عَلَامَاتٌ يُعْرَفُوْنَ بِهَا﴾

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ باب تخفیف الصلاۃ و الخطبۃ ۲۰۰۵

[2] مسند احمد: ۴/ ۱۰۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جان لو کہ اہل بدعت کی کئی علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔''

پھر وہ علامات بیان کرتے ہوئے ایک علامت یہ بھی بتاتے ہیں:

((فَعَلَامَةٌ لِاَهْلِ الْبِدْعَةِ الْوَقِيعَةُ فِي اَهْلِ الْاَثَرِ))[1]

''پس بدعتیوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں۔''

امام ابوحنیفہ کے مایہ ناز شاگرد امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مُبْتَدِعٌ اِلَّا وَهُوَ يُبْغِضُ اَهْلَ الْحَدِيْثِ﴾

''دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں جو اہل حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔''[2]

اہل حدیث کی بدخوئی اور عیب جوئی کرنا اور ان سے بغض و عداوت رکھنا اہل بدعت کی پہچان اور ان کا فطری تقاضا ہے۔

بدعتی کی سزا

قیامت کے روز بدعتی حوض کوثر کے آب حیات سے محروم رہیں گے۔ سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں حوض کوثر پر تمہارا پیشرو ہوں گا۔ جو وہاں آئے گا پانی پیئے گا' جو ایک بار پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ بعض ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے مگر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ (اے محمد ﷺ) آپ ﷺ نہیں جانتے آپ ﷺ کے بعد انہوں نے کیسی کیسی بدعات جاری کیں۔ پھر میں کہوں گا: دوری ہو دوری ہو ایسے لوگوں کے لئے' جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا۔''[3]

پس وہ عبادت و ریاضت جو سنت رسول ﷺ کے مطابق نہ ہو۔ صرف ضلالت

---

[1] غنية الطالبين: ۱۷۵

[2] مقدمه شرح جامع الاصول للبحزری

[3] صحيح بخاری: كتاب الرقاق باب فی الحوض ۶۵۸۳۔ ۶۵۸۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گمراہی ہے وہ اذکار و وظائف جو سنت رسول ﷺ کے مطابق نہیں' وہ جہنم کا ایندھن ہے۔

﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَاراً حَامِيَةً﴾ (الغاشية ۸۸/۴-۳)

یعنی ''قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہونگے جو عمل کر کر کے تھک گئے ہونگے لیکن پھر بھی انہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تین صحابہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اعمال و عبادت کے بارے میں پوچھا۔ جب انہوں نے بتایا تو صحابہ نے اپنے لیے اسے کم جانا اور آپس میں کہنے لگے ہمیں آپ ﷺ سے بھی زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔ ایک نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی روزہ ترک نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں شادی نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں ساری رات نماز پڑھوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا'

''تم لوگوں نے یہ یہ بات کہی ہے میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور ترک بھی کرتا ہوں' رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں۔ (یاد رکھو) جس نے میری سنت سے منہ موڑا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''[1]

بدعت جاری کرنے والے پر اللہ کی لعنت

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں! فلاں جگہ سے لے کر فلاں جگہ تک کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص یہاں کوئی بدعت رائج کرے اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔''[2]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب النکاح باب فی الترغیب فی النکاح ۵۰۶۳

[2] صحیح بخاری: کتاب فضائل المدینۃ باب حرم المدینۃ ۱۸۶۷۔

مسلم: کتاب الحج۔ باب فضل المدینۃ و دعا النبی فیھا بالبرکۃ ۳۳۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت رائج کرنے والے پر دوگنا عذاب

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے (میرے باپ سے) میرے دادا نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میری سنت سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا' جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جبکہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی (یعنی وہ بھی پوری پوری سزا پائیں گے)۔''[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر ثواب ملے گا اور ہدایت پر عمل کرنے والوں کا اپنا اجر بھی کم نہیں ہوگا۔ اسی طرح جس شخص نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اس شخص پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس گمراہی پر عمل کریں گے جبکہ گناہ کرنے والوں کے اپنے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گا۔''[2]

بدعت فتنوں کا باعث ہے

امام شاطبی اپنی کتاب ''الاعتصام'' میں رقمطراز ہیں کہ: حضرت امام مالک سے پوچھا گیا کہ ''اے ابوعبداللہ! میں احرام کہاں سے باندھوں؟'' امام مالک نے فرمایا ''ذوالحلیفہ سے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے باندھا۔'' اس آدمی نے کہا ''میں مسجد نبوی ﷺ میں روضہ رسول ﷺ کے قریب سے باندھنا چاہتا ہوں۔'' امام مالک نے

[1] ابن ماجه: المقدمة۔ باب من احیا سنة قد امیتت ۲۰۹

[2] صحیح مسلم: کتاب العلم۔ من اس سنة حسنة او سیئة ۶۸۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ''ایسا مت کرنا مجھے تمہارے فتنہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے۔'' اس آدمی نے عرض کیا ''اس میں فتنے کی کونسی بات ہے کہ میں نے چند میل پہلے (احرام باندھنے) کا ارادہ کیا ہے۔'' امام مالک نے فرمایا' اس سے بڑا فتنہ کیا ہوسکتا ہے کہ تم یہ سمجھو (کہ احرام باندھنے کے ثواب میں) نبی کریم ﷺ پر سبقت لے گئے ہو جس سے نبی اکرم ﷺ قاصر رہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔''

فرقہ بندی کا سبب اہل بدعت ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ ! اِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا هُمْ اَصْحَابُ الْبِدَعِ وَاَصْحَابُ الْاَهْوَاءِ لَيْسَ لَهُمْ تَوْبَةٌ اَنَا مِنْهُمْ بَرِيٌّ وَهُمْ مِنِّي بَرَآءُ)) [۱]

''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! بے شک اہل بدعت اور خواہش پرست لوگ دین میں فرقہ بندی اور گروہ بندی پیدا کرنے والے ہیں ان کی توبہ قبول نہ ہوگی (جب تک بدعت نہ چھوڑیں) میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

اہل بدعت کی وجہ سے ہی مسلمان آج مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور انتشار کا شکار ہیں۔ اور اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان کے پاس دو ایسی چیزیں موجود ہیں جن کو اگر وہ مضبوطی سے تھامے رکھیں گے تو کبھی راہ راست سے نہیں بھٹک سکیں گے۔ ایک قرآن اور دوسری سنت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراط مستقیم پر چلنے اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر قسم کی بدعت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

[۱] طبرانی: الاوسط رقم الحدیث: ۵۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصر حاضر میں اتباع سنت

اتباع رسول ﷺ ایک ایسا معروف لفظ ہے جس کا مدعا مسلمہ طور پر یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جمیع احکام کی اطاعت کی جائے۔ آپ ﷺ قرآنی ہدایت نامے کی مکمل تصویر ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی قرآنی فیصلے کے تحت محبت الٰہی کا واحد عملی مفہوم اور اس کی حقیقت کا واحد مظہر ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کی اتباع ہر مسلمان پر واجب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (آل عمران: ۳/۱۶۴)

''بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔''

اس آیت میں نبوت کے تین اہم مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ تلاوت آیات

۲۔ تزکیہ

۳۔ تعلیم کتاب وحکمت

تعلیم کتاب میں تلاوت از خود آجاتی ہے۔ تلاوت کے ساتھ ہی تعلیم ممکن ہے تلاوت کے بغیر تعلیم کا تصور ہی نہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے۔ آپ ﷺ نے قرآن پاک نہ صرف کتابی شکل میں ہمیں دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے قرآن کا لفظ لفظ صحیح طور پر ہمیں پڑھنا بھی سکھایا۔ تزکیہ سے مراد عقائد اور اعمال و اخلاق کی اصلاح ہے جس طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو شرک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہٹا کر توحید پر لگایا۔ اسی طرح نہایت بداخلاق اور بداطوار قوم کو اخلاق و کردار کی رفعتوں سے بھی ہمکنار کر دیا۔ اس آیت میں حکمت سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کی سنت وہ حکمت ہے جو آپ ﷺ کے دل میں خدا کی طرف سے ڈالی گئی۔''

یہ اللہ کا وہ احسان تھا جو اس نے ہم پر کیا۔ یہ وہ ورثہ تھا جو آپ ﷺ نے ہمارے لیے چھوڑا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج کا مسلمان اس ورثے کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے؟ آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اللہ کی کتاب کو اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح آپ ﷺ نے پڑھ کر سنائی؟ ہمارے پڑھنے کے انداز جدا جدا ہیں۔ آج ہمارے تزکیہ نفس کا کیا حال ہے؟ ہمارے عقائد' ہماری سوچ' ہمارے اخلاق اور ہماری نیتیں کس حد تک اس طریقے کے مطابق ہیں جو آپ ﷺ نے اختیار کیا اور جس کی ہمیں تلقین کی؟ آپ ﷺ نے ہمیں کتاب و حکمت کی تعلیم دی اور آج ہم سنت رسول ﷺ کے ساتھ کس حد تک انصاف کر رہے ہیں؟۔

قرآن کے ساتھ تو ہمارا تعلق کسی نہ کسی بہانے اور کسی نہ کسی واسطے سے رہتا ہی ہے اور کچھ نہیں تو میلاد کے موقع پر' کسی کے مرنے کے بعد اسے بخشوانے کے لیے اور رمضان میں خانہ پری کے لیے پڑھ ہی لیا جاتا ہے۔ لیکن سنت رسول ﷺ کے ساتھ ہمارا معاملہ کیا ہے؟ کیا ہم نے احادیث کے کسی مجموعے کو پڑھنے کی کبھی زحمت گوارا کی؟ نہیں۔ ہم آپ ﷺ سے محبت کے دعوے تو بہت کرتے ہیں لیکن کبھی ہمیں اپنے محبوب کی زندگی کا اجمالی جائزہ لینے کی توفیق نہیں ہوئی۔ کیوں؟۔

دراصل ہمارے عہد کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم تعصبات کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہیں شخصیات کا تعصب ہے' کہیں رنگ و نسل کا تعصب ہے' کہیں مسلک اور فرقہ کا تعصب ہے' کہیں جماعت اور پارٹی کا تعصب ہے' کہیں زبان اور رسم و رواج کا تعصب ہے' کہیں علاقے اور وطن کا تعصب ہے' حق اور ناحق' جائز اور ناجائز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا معیار صرف اپنا اور پرایا ہے۔ ایک بات اگر اپنی پسندیدہ شخصیت، جماعت یا مسلک کی طرف سے آئے تو قابل تحسین، وہی بات اگر کسی ناپسندیدہ شخصیت، جماعت یا مسلک کی طرف سے آئے تو قابل مذمت! اس تعصب کی کارفرمائی یہاں تک ہے کہ اکثر اوقات اللہ اور رسول ﷺ کی بات کو بھی اسی چھلنی سے گزارا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم سنت اور سیرت کا مطالعہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر کریں۔

آج مسلمانوں کے زوال کا باعث بھی صرف اور صرف یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کو پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ وہ صحابہ جنہوں نے آپ ﷺ کا اتباع کیا وہ صحراؤں میں بسنے والے، جنگلوں میں رہنے والے جن کے پاس علم وشعور نہ تھا تہذیب وتمدن نہ تھا۔ وہی دنیا کے پیشوا اور امام بن گئے اور ان کے قدم جزیرۃ العرب سے باہر نکل گئے اور یورپ کی زمین بھی ان کے قدموں تلے روندی گئی۔ سوچنے کی بات ہے آخر ان کے پاس ایسا کونسا علم تھا؟ کونسا فن تھا؟ جس نے مسلمانوں کو اتنے عروج پر پہنچا دیا۔ درحقیقت وہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات اور شریعت کے تابع تھے۔ لیکن آج مسلمانوں کے زوال کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ سنت رسول ﷺ کی مخالف سمت میں اپنے لیے صراط مستقیم تلاش کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کا ایک ایک عمل غور سے دیکھا اور پھر آپ ﷺ کی فرمابرداری اور اطاعت کی بہترین مثالیں قائم کر کے آپ ﷺ سے عشق ومحبت کا حق ادا کر دیا۔ پس آپ ﷺ سے عشق ومحبت کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں قدم قدم پر آپ ﷺ کی اتباع واطاعت کی جائے کیونکہ وہ محبت جو سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا نہ سکھائے محض دھوکہ اور فریب ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اتباع سنت کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قرآن حکیم ہی ہمارے لیے کافی ہے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ کے بغیر نہ تو قرآن کو سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے احکامات کو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُ وا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ))[1]

''دیانت داری آسمان سے لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری ہے (یعنی فطرت میں شامل ہے) اور قرآن بھی (آسمان سے) نازل ہوا ہے جسے لوگوں نے پڑھا اور سنت کے ذریعے سمجھا۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میری سنت کو اس لیے نہ چھوڑ دینا کہ وہ کتاب اللہ میں موجود نہیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَاْتِیْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ))

''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے ان احکامات میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جن سے میں نے منع کیا ہے کوئی حکم پہنچے اور وہ یوں کہے میں نہیں جانتا۔ ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا ہے اسی کی اتباع کرتے ہیں۔''[2]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف قرآن ہمارے لیے کافی ہے؟ اگر حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات مبارکہ کو درمیان میں سے نکال دیا جائے یعنی سنت کو ماننے سے انکار کر دیا جائے تو کیا ہم مسلمان بھی رہتے ہیں یا نہیں؟ سنت کے بارے میں یہ نظریہ آج ہمارے معاشرے میں تیزی سے سرایت کرتا جا رہا ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں ایسے ایسے شکوک وشبہات جنم لے رہے ہیں جس نے دین کا نقشہ ہی بدل دیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ۷۲۷۶

[2] ترمذی: کتاب العلم باب ما نهی عنه ان یقال عند حدیث رسول اللہ ۲۶۶۳۔

ابوداؤد: کتاب السنة۔ باب فی لزوم السنة ۴۶۰۵۔

ابن ماجه: المقدمة۔ باب تعظیم حدیث رسول اللہ ۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچنے کی بات یہ ہے کہ قرآن ہم تک صرف اور صرف آپ ﷺ کے واسطے سے ہی پہنچا اور اگر آپ ﷺ کو درمیان سے نکال دیا جائے اور آپ ﷺ کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے تو پھر قرآن بھی ہمارے لیے قابل اعتبار کتاب نہ ہوگی۔ (نعوذ باللّٰہ من ذلك) کیونکہ آج اس پرفتن دور میں بہت سے لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہر شے کی تفصیل بیان کر دی ہے تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہے؟۔ اور سنت اگر واقعی شریعت کا ماخذ تھی تو آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی اسے کتابی شکل میں کیوں مرتب نہیں کیا؟ قرآن کے نزول کے اور ڈھائی سو سال کے بعد تحریری شکل میں مرتب ہونے والی سنت کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟ آج اٹھنے والے ان اعتراضات کا جواب قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی دے دیا تھا۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ۱۶/۴۴)

''اور ہم نے آپ ﷺ پر ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے اس چیز کی وضاحت کردیں جو ان کی جانب سے اتاری گئی اور تاکہ وہ غور کریں۔''

اب قرآن نے خود ہی بتادیا ہے کہ قرآن جو ہر شے کی وضاحت کرتا ہے وہ نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے کرتا ہے۔ قرآن نماز' زکوٰۃ' حج وغیرہ کا حکم تو دیتا ہے مگر ان سے متعلق بعض مسائل کا قرآن میں اجمالاً بھی ذکر نہیں ملتا۔ ان کی تفصیل صرف اور صرف حدیث سے ملتی ہے۔

سنت چونکہ نبی کریم ﷺ کے قول' فعل اور تقریر کا نام ہے اور یہ سلسلہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سانس تک جاری تھا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ سنت کا تمام تر ذخیرہ آپ ﷺ کی زندگی میں ہی کتابی شکل میں مدون ہو جاتا۔ آپ ﷺ پر جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپ ﷺ کاتب وحی کو بلا کر فرماتے کہ اسے لکھ لو۔ اب اگر ان حالات میں صحابہ احادیث مبارکہ کو بھی ساتھ ساتھ لکھنا شروع کر دیتے تو اس بات کا قوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتمال تھا کہ لوگ کہیں قرآن وحدیث کو آپس میں گڈمڈ نہ کردیں۔اس لئے آپ ﷺ نے ابتداء میں کتابت حدیث کی ممانعت فرمائی۔لیکن جب قرآن کا بہت سا حصہ نازل ہوگیا اورلوگ اس کے اسلوب اورطرز سے آشنا ہوگئے۔ نیز حافظوں نے اسے اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ کر لیا اور قرآن و حدیث کے باہم ملنے کا اندیشہ باقی نہ رہا تو آپ ﷺ نے پہلے حکم کومنسوخ کرتے ہوئے کتابت حدیث کی اجازت دے دی۔

آپ ﷺ کی سنت کی جوحیثیت اور جتنی اہمیت ہے ساری مخلوقات میں سے کسی دوسری ہستی کی بات کو وہ اہمیت حاصل نہیں۔جس طرح آپ ﷺ کی ایک ایک بات پرعمل کرنا عین ایمان اور باعث نجات ہے اسی طرح آپ ﷺ کی کسی ایک بات کا انکاربھی کفراور باعث عذاب ہے۔لیکن آج کا مسلمان جومسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن وہ قرآن وسنت کومضبوطی سے تھامنے کی بجائے بدعت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہےاور رسول اللہ ﷺ کی بجائے بدعتیوں کی اتباع میں پیش پیش ہےاوران کے قدم سے قدم ملائے چلا جارہا ہےاس کی عقل پر بدعتیوں کی تقلید کا پردہ پڑا ہوا ہےاور وہ خودتحقیق کرنے کی بجائے اندھا دھند بدعت کوہی سنت سمجھ کرانجام دے رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والوں کا حال یہ تھا کہ ’’ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز کے دوران جوتے اتار دیئے سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے دیکھا کہ باقی صحابہ جو آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی آپ ﷺ کی دیکھا دیکھی جوتے اتار دیئے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو محض اس لیے جوتے اتارے کہ جبرئیل نے آکر مجھ سے کہا کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہے۔‘‘ یہ اللہ کے حقیقی بندے ہیں جو بغیر کسی تفتیش اور حجت کے آپ ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔

آج ہم سائنسدانوں کی باتوں پر تو ایمان لے آتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کو اپنانے میں تردد محسوس کرتے ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارا ایمان کمزور ہے۔

اتباع سنت کے دعویدار تو بہت ہیں لیکن عملی اظہار اس کی نفی کرتا ہے مرد کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داڑھی رکھنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے اور یہی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بھی سنت ہے لیکن آج اگر کوئی اس سنت پر عمل کرتا ہے تو اسے دہشت گرد (Terrorist) سمجھا جاتا ہے۔

عصر حاضر میں سنت رسول ﷺ کی آڑ میں بدعات کا بازار گرم ہے۔ اگر انہیں کبھی یہ بتایا جائے کہ فلاں کام سنت رسول ﷺ سے ثابت نہیں اسے چھوڑ دو۔ تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع تو نہیں فرمایا۔ ان عقل کے اندھوں سے کوئی یہ پوچھے کہ جو کام نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا ان کے صحابہ نے نہیں کیا بھلا اس کام میں کیسے کوئی بھلائی ہو سکتی ہے بلکہ اس میں صرف گمراہی ہی گمراہی ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[1]

''(دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اب ہم چندان مسائل کا ذکر کرتے ہیں جنہیں مسلمان سنت اور ثواب کے حصول کے لیے انجام دیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بدعات ہیں:

جشن عید میلاد النبی ﷺ:

نام نہاد عاشقان رسول ﷺ نے آپ ﷺ کی ہر سنت سے اعراض کرنے اور نت نئی بدعات ایجاد کرنے کو محبت رسول کا پیمانہ بنا رکھا ہے۔ انہی بدعات میں سے ایک بدعت عید میلاد النبی ﷺ بھی ہے۔

سب مسلمان جانتے ہیں کہ عید کے دن روزہ رکھنا قطعاً حرام ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سوموار کا روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری ولادت اور نزول وحی کی ابتدا کا دن ہے۔[2]

---

[1] بیہقی سنن کبریٰ۔ ۳/ ۲۱۴ کتاب الجمعۃ۔ باب کیف یستحب ان تکون الخطبة

[2] صحیح مسلم: کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر ۲۷۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے دن کو عید کی طرح نہیں بلکہ یوم تشکر کے طور پر منایا ہے اور شکرانے کے طور پر روزہ رکھا ہے۔ آج بھی کوئی مسلمان اگر اس دن روزہ رکھے تو یہ سنت رسول ﷺ ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ظاہری جشن منا کر بازاروں میں جلوس اور گھروں میں چراغاں کر کے کیا ہم شریعت کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آنے کے بعد ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں زندگی گزارتے اور خلاف شرع ہر کام سے دور رہتے مگر اس کے برعکس ہم نے اپنے من گھڑت رسم و رواج اور بدعات کو عین اسلام سمجھ کر اپنا لیا اور اطاعت رسول ﷺ کو پس پشت ڈال کر میلاد النبی ﷺ منانے کو عین اسلام سمجھ کر سال میں ایک بار اس کی محفل منعقد کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے شریعت کے تمام تقاضے پورے کر دیئے اور اب مزید نیکی کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے بندگان خدا کچھ تو سوچنا اور غور وفکر کرنا چاہیے کہ قرآن و حدیث میں میلاد النبی ﷺ منانے کا حکم دیا گیا ہے یا اتباع سنت پر زور دیا گیا ہے۔[1]

آخری چہار شنبہ

فارسی زبان میں بدھ کے دن کو چہار شنبہ کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم ﷺ بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے لہٰذا اس دن لوگ باغات میں چہل قدمی کرتے ہیں' کاروبار بند کر دیتے ہیں' خوشیاں مناتے ہیں' مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں' جلوس نکالے جاتے ہیں۔ حالانکہ بعض روایات میں ہے

''رسول اللہ ﷺ جس مرض سے فوت ہوئے اس کا آغاز ۱۱ ہجری میں صفر کے مہینے کی جب دو راتیں باقی تھیں بدھ کے روز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوا۔''[2]

جس آخری چہار شنبہ کو آپ ﷺ بیمار ہوئے اور پھر اسی مرض میں آپ ﷺ نے

---

[1] اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۳ ذکر وفاتہ ومبلغ عمرہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ ربیع الاول کو وفات پائی اب سوچنے کی بات ہے کہ اسی چہار شنبہ کو خوشیاں منانا اور جلوس نکالنا وغیرہ آپ ﷺ سے محبت کی دلیل ہے یا عداوت کی؟

شادی بیاہ کی فرسودہ رسومات

نکاح کا اولین اور بنیادی مقصد نسل انسانی کا تحفظ اور بقا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[۱]

''نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو میری سنت کے مطابق عمل نہیں کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

نکاح صرف نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہونے کی بنیاد پر عین عبادت ہے اور عبادت وہی قبول ہوتی ہے جو اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق ادا کی جائے۔ مگر افسوس کہ اس عبادت کو بھی آج کے مسلمانوں نے جاہلانہ رسومات اور کئی قسم کی بدعات کے ساتھ ساتھ فضول خرچی اور فحاشی کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

ان رسومات میں مایوں بٹھانا' مہندی لگانا' کلائیوں میں گانا باندھنا' ڈھولک ناچ گانا' مووی بنانا' باراتیوں کی بے جا تعداد' جہیز کے نام پر لڑکی والوں سے باکثرت سامان کا مطالبہ کرنا اور جب بارات چلتی ہے تو دولہا کو کسی نہ کسی مزار پر لے جا کر سلام کروایا جاتا ہے۔ نیز روشن مستقبل اور بہتر ازدواجی زندگی کے لیے صاحب قبر سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ کیا یہ سب کچھ سنت سے ثابت ہے؟ کیا ایسا کرنے کا حکم ہمارے اللہ اور ہمارے نبی ﷺ نے دیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ بدعت ہے اور سنت کا مخالف راستہ ہے جسے آج ہم اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں سنت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

پیروں فقیروں کے نام کی منتیں

بعض لوگوں نے کان میں بالیاں یا ہاتھوں اور پیروں میں کڑے وغیرہ پہنے

---

[۱] سنن ابن ماجه۔ كتاب النكاح باب ما جاء في فضل النكاح رقم الحديث ۱۸۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں ان لوگوں نے زندہ یا مردہ پیروں فقیروں کے نام کی منت مان رکھی ہوتی ہے اور سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ منت کی بالیاں اور کڑے وغیرہ رہیں گے وہ آفات اور اموات سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کمزوری دور کرنے کے لیے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اتار دو یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

((فَانَّكَ لَوْ مُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا اَفْلَحْتَ اَبَدًا))[1]

''پس اگر تجھے اسے پہنے ہوئے موت آ گئی تو تو کبھی فلاح نہیں پائے گا۔''

غور کیجیے کیا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی اتباع کر رہے ہیں؟ آج کتنے ہی جاہل ایسے ہیں جو اس قسم کے کڑے، بالیاں اور چھلے پہنے ہوئے ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی یہ جاننے کی ضرورت محسوس کی کہ ہم سنت کی اتباع میں ایسا کر رہے ہیں یا شرک کر رہے ہیں؟

کلمہ میں اضافہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ لیکن کچھ لوگ اتنا کلمہ ناکافی سمجھتے ہیں جب تک ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر، عالم الغیب، مختارِ کل، نور من نور اللہ اور نہ جانے کیا کیا نہ مان لے یہ لوگ اسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے یعنی انہوں نے عقائد کی دنیا میں اچھا خاصہ اضافہ کرالیا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد (بندہ/بشر) کہتے ہوئے بھی شرماتے ہیں ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ گویا یہ لوگ تو کلمے کے ہی انکاری ہیں۔ کیا یہ سنت سے محبت ہے؟

---

[1] (مسند احمد: ۴/ ۴۴۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ساختہ دعائیں اور وظائف

مسنون دعاؤں میں دو چار الفاظ کا اضافہ تو ایک طرف رہا۔ لوگوں نے تو خود ساختہ دعائیں بھی بنا رکھی ہیں جیسے دعائے نور' دعائے جمیلہ' دعائے گنج العرش' دعائے عکاشہ اور دعائے امن وغیرہ۔ پھر ان خود ساختہ دعاؤں کے درجات و فضائل بھی اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بیان کیے جاتے ہیں کہ جاہل عوام مسنون دعاؤں کو ان کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اسی طرح خود ساختہ وظائف اور درود بھی پڑھے جاتے ہیں ان میں سے اکثر شرکیہ کلمات سے منور ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے امت محمدیہ کو جو درود شریف سکھایا وہ صرف اور صرف درود ابراہیمی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے''[1] دوسری جگہ آپؐ نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔''[2]

ہم میں سے کتنے مسلمان آج نبی کریم ﷺ کی اس سنت کا اتباع کر رہے ہیں؟

اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام پڑھنا

جب حضور ﷺ کا نام پڑھنے' سننے یا بولنے میں آئے تو فوراً صلوٰۃ و سلام ورد زبان ہونا چاہیے۔ خود اللہ اور اس کے فرشتے بھی آنحضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ سورہ احزاب میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔''

---

[1] ترمذی: کتاب الدعوات ۔ باب رغم انف رکل ذکرت عندہ ۳۵۴۶

[2] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب قول مثل قول المؤذن رقم الحدیث ۸۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود وسلام درحقیقت ایک دعائے رحمت و برکت ہے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ حضور ﷺ ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں جن کے ذریعے ایمان واسلام کی عظیم نعمت سے ہم سرفراز ہوئے۔ اس احسان کا بدلہ مسلمان کبھی نہیں اتار سکتے۔ تاہم ہم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ آپ ﷺ پر کثرت سے سلام بھیجیں کیونکہ یہ ہمارے لیے بھی باعث اجر و ثواب ہے۔

آپ ﷺ کے حضور درود کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی محفل ہی برپا کی جائے یا کوئی خاص وقت ہی صرف کیا جائے بلکہ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے جب وقت ملے سلام کا نذرانہ آپ ﷺ کے حضور پیش کر دینا چاہیے۔

آج مؤذن اذان سے قبل بآواز بلند جو درود و سلام پڑھتے ہیں ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

''اے اللہ کے رسول آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔''

اولاً ان الفاظ کے ساتھ نہ نبی کریم ﷺ نے اذان شروع کرنے کی تعلیم دی اور نہ ہی کسی صحابی نے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔ لہٰذا یہ سنت نہیں بدعت ہے۔ آج کے موذن کو نبی کریم ﷺ سے جتنی محبت ہے وہ شاید کسی صحابی کو نہ تھی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کبھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ وہ اذان سے پہلے خاص قسم کے الفاظ میں آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں۔ مذکورہ بالا درود میں ''یا'' حرف ندا ہے جو حاضر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غائب یا فوت شدہ کو اس طرح مخاطب کرنا شرک ہے اور خلاف سنت بھی سنت کیا ہے؟ سنت یہ ہے کہ اذان کے بعد درود ابراہیمی پڑھا جائے آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اذان کے بعد اس سنت کی اتباع کرتے ہیں؟

شب برات اور شب معراج

شعبان کی پندرہویں رات کو شب براَت کہتے ہیں اس رات کو نفلی عبادت کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے۔ نیز چراغاں ہوتا ہے' پٹاخے چلائے جاتے ہیں' آتش بازی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے یہ سب غیر شرعی حرکات ہیں۔ اس رات کے بارے میں لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ اس رات گناہ بخشے جاتے ہیں۔ عمریں بڑھائی جاتی ہیں اور روزیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ علمائے سوء اس رات کے لیے شب قدر جیسی فضیلتیں بیان کرکے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ شب قدر میں جس روح کے نزول کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس سے مراد مردوں کی ارواح ہیں۔

اسی طرح شب معراج رجب کی ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ حالانکہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کس رات میں آپ ﷺ کو معراج ہوئی تھی؟ شیخ محمد بن احمد محمد عبد السلام خضر الشقیر ی الحوامدی کے نزدیک:

''ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو محفل عید معراج النبی منعقد کرنا اور قصہ معراج النبی پڑھنا بدعت ہے۔ بعض لوگ اس رات خاص طور پر عبادت و ذکر کرتے ہیں اور مخصوص قسم کی دعائیں کی جاتی ہیں یہ سب کی سب بدعت و اختراعی ہیں۔ اگر ان کاموں میں کوئی خیر و بھلائی ہوتی تو ہم سے پہلے کے اسلاف صحابہ و تابعین نے اس پر ضرور عمل کیا ہوتا۔''

شب معراج اور ماہ معراج کے تعین پر کوئی ثابت شدہ دلیل نہیں ملتی اور یہ مسئلہ کہ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ جب واقعہ معراج سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ کا بستر گرم تھا ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ ثابت نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کے اکاذیب میں سے ایک خانہ ساز جھوٹ ہے۔

اگر ان راتوں کو عبادت کرنے کا اتنا ہی ثواب تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان راتوں میں کسی نفلی عبادت کا تعین کیوں نہ کیا؟ آج ہم ان راتوں کو نفلی عبادات کے لیے مخصوص کرکے کیا واقعی سنت کا اتباع کر رہے ہیں؟

تعویذ گنڈے

برصغیر پاک و ہند میں پیٹ پرست مولویوں اور پیروں فقیروں نے وسیع پیمانے پر تعویذ گنڈوں کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ کتاب و سنت سے کسی بھی قسم کا تعویذ لکھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ثابت نہیں۔ البتہ اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ))

''جس نے تعویذ گنڈا لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی مطلب براری نہ کرے اور جو شخص کوڑی لٹکائے اللہ تعالیٰ اسے راحت وسکون نہ بخشے۔''[1]

معلوم ہوا ایسے تعویذ لکھنا اور لٹکانا بدعت بھی ہے اور بے سود بھی ایسے شرکیہ تعویذات سے کبھی کسی انسان کو نہ تو شفا ملتی ہے اور نہ ہی اس کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ))[2]

''جس نے تمیمہ (تعویذ' گنڈے' کوڑیاں وغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

قبر پرستی:

قبر پرستی اور یہ اعتقاد کہ فوت شدہ اولیاء اور پیر فقیر حاجت روا ہیں۔ مشکل کشا ہیں اور مددگار ہیں۔ بہت بڑا شرکیہ عمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ (النمل ۲۷/۶۲)

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے' کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے' کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔''

اسی طرح بعض لوگ مصیبت کے وقت یوں پکارتے ہیں: یا محمد ﷺ یا علی مدد' یا حسین' یا جیلانی وغیرہ وغیرہ۔ وہ ان فوت شدہ ہستیوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے

---

[1] احمد: ۴/ ۱۴۵۔ حاکم: کتاب الطب باب اذا رای احدکم من نفسه او اخیه ما یحب فلیبرك ۴/ ۲۱۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یہ حاضر و ناظر ہیں اور مصیبت کے وقت مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔

بعض قبروں کے پجاری قبروں کے گرد طوائف کرتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں' غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں' نذریں مانتیں ہیں' قبر والوں کے لیے چراغ جلاتے ہیں اور چادریں چڑھاتے ہیں۔ یہ سب مشرکانہ رسومات ہیں جولوگ آج ثواب کی نیت سے انجام دے رہے ہیں۔ کیا آپ ﷺ سے ایسا کوئی عمل ثابت ہے؟ کیا آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا؟ نہیں..... بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ))

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے سوا کسی شریک کو پکارتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔''[1]

فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب

کسی کی وفات کے موقع پر تعزیت کے مسنون الفاظ تو شاید ہی کوئی ادا کرتا ہو البتہ اس کی جگہ خود ساختہ فاتحہ خوانی نے لے لی ہے حیران کن بات اور اتباع سنت کی دلیل تو یہ ہے کہ نماز جنازہ' جس میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے وہاں تو یہ لوگ فاتحہ پڑھتے نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ اور جہاں پڑھنا ثابت نہیں وہاں یہ لوگ پڑھنا بھولتے نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

((اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))[2]

''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔''

اگر فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اسے تعزیت کے لیے مخصوص کرنا اور باعث ثواب سمجھنا خلاف شرع ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب التفسیر باب قوله تعالی ومن الناس من یتخذ من دون الله ۴۴۹۷

[2] ابن ماجه کتاب الجنائز باب ما ء اء فی القرائة علی الجنازة ۱۴۹۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد کی رسومات

اکثر مسلمان میت کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ' ساتواں' دسواں' چالیسواں' ششماہی اور برسی کے نام پر تقریبات منعقد کرتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا ہندوؤں کی پیروی ہے۔ تیجے' ساتویں اور دسویں کی تقریبات پر اور جمعرات کے دن میت کے ایصال ثواب کے لیے کھانا سامنے رکھ کر جو ختم پڑھے جاتے ہیں وہ کھلم کھلا بدعت کے زمرے میں آتے ہیں۔

میت کو بخشوانے اور ایصال ثواب پہنچانے کے لیے قرآن خوانی کروائی جاتی ہے۔ حالانکہ جب ایک شخص اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے اعمال کی کتاب بند ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے ساتھ اپنے اعمال لے جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾

(الانعام: ۶/۱۶۴)

''اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

کسی بھی انسان کو اپنی ذاتی کوشش کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا چونکہ ایصال ثواب کی تمام مروجہ صورتوں میں مرنے والے کی کوئی کوشش شامل نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان چیزوں کا اسے ہرگز اجر نہ ملے گا اور جو لوگ میت کے لیے اتنے اچھے فرائض سرانجام دے رہے ہیں' انہوں نے یہ سب امور خلاف شریعت ادا کیے ہیں لہٰذا انہیں ویسی ہی سزا کی امید رکھنی چاہیے جو شریعت نے بدعتیوں کے لیے مقرر کی ہے۔

عرس اور میلے

اولیاء کرام کے مزاروں پر' ان کے تاریخ وفات یا پیدائش کے حوالے سے ہر سال عرس اور میلوں کا انعقاد ہوتا ہے' روشنیاں کی جاتی ہیں۔ پھول اور چادریں چڑھائی جاتی ہیں' کعبہ کی مانند قبروں کو غسل دیا جاتا ہے' قرآن خوانی ہوتی ہے' قبر پرست جہلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر کو سجدہ کرتے ہیں' طواف کرتے ہیں' اعتکاف کرتے ہیں' پھر منتیں مانتے ہیں' نذریں پیش کرتے ہیں۔ بعض مزاروں کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں جو سال بعد کھلتا ہے اور جاہل عوام یہ سمجھتی ہے کہ جو اس دروازے سے گزر جائے گا وہ جنت میں چلا جائے گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا سیدھا جہنم میں جائے گا۔

اسلام میں اگر بزرگان دین کی قبروں پر عرس اور میلوں کی اجازت ہوتی تو آج ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے عرس منائے جاتے اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام کے مزار بنتے اور ان پر ہر سال عرس اور میلوں کا انعقاد ہوتا۔ کیا ہمارے بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بڑھ کر ہیں؟

کتنی افسوسناک بات ہے کہ مسلمانوں کی پیشانیاں جو صرف اپنے خالق حقیقی کے سامنے جھکنی چاہیں وہ آج قبروں اور آستانوں پر جھکی ہوئی ہیں۔ کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جن کا آج ہم اتباع کر رہے ہیں؟

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس بدعی دین اور قبوری شریعت نے اسلام کی کسی بھی چھوٹی بڑی چیز کو نہیں چھوڑا' توحید' اسمائے حسنیٰ' رسالت توسل' عبادات کی ہر چھوٹی بڑی شکل حتیٰ کہ وضو' نوافل' اذان' نماز جنازہ' تعزیت' زیارت قبر' زکوٰۃ' روزہ' حج غرض تمام احکام و عبادات میں من مانی ایجاد و اختراع کر کے اسے اپنے جیسا بنا ڈالا' اس طرح بدعت کے اس یلغار نے سارے دین کی شکل و صورت بدل ڈالی' حقیقت یہ ہے کہ بدعت اسلام پر ایک بہت بڑا حملہ ہے۔

اتباع سنت اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند عبادات تک محدود نہیں بلکہ یہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساری کی ساری زندگی پر محیط ہے۔ نماز کی ادائیگی میں جس طرح اتباع سنت مطلوب ہے اسی طرح اخلاق و کردار میں بھی اتباع سنت مطلوب ہے۔ جس طرح روزے اور حج کے مسائل میں اتباع سنت ہونی چاہیے۔ اسی طرح کاروبار اور باہمی لین دین میں بھی یہ مطلوب ہے۔ ایصال ثواب' زیارت قبور' شادی بیاہ' خوشی و غمی ہر موقع پر اتباع سنت ضروری ہے۔ منکرات کے خلاف جہاد ہو یا حقوق اللہ اور حقوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العباد کی ادائیگی کا معاملہ ہو سنت رسول ﷺ ہر جگہ جاری ہونی چاہیے۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ جملہ احکام کی اطاعت کریں۔ کیونکہ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ کتاب الٰہی کے ایک حصہ پر ایمان لائیں اور دوسرے کا انکار کریں۔ علیٰ ہذا القیاس بعض احادیث نبویہ کو مانیں اور بعض سے محض اس لیے نفرت کریں کہ وہ ہماری نفسانی خواہشات سے ہم آہنگ نہیں ہیں بعض احادیث کو تسلیم کرنے اور بعض سے انکار کرنے کے معنی تو یہ ہیں کہ ہم صراط مستقیم کو چھوڑ کر ان گمراہ فرقوں کی پیروی کر رہے ہیں جو غضب الٰہی کا ہدف قرار پا چکے ہیں۔

اہل اسلام کے مسائل کا حل نہ قبر پرستی اور پیر پرستی میں ہے اور نہ ہی امریکہ جیسی نام نہاد سپر طاقتوں کی چوکھٹ پر سر جھکانے میں ہے بلکہ اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ ہر سرکار اور ہر دربار کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ کے آگے جھک جائیں ایسے کرنے سے ساری کائنات ان کے آگے جھک جائے گی۔ اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور ہر قسم کی بدعات سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔ پھر دنیا اور آخرت کی سب کامیابیاں سب کامرانیاں مسلمانوں کے قدموں میں ہوں گی۔ (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے اور سنت رسول ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ (آمین! یارب العالمین)۔

تمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہمارا عزم

- امت محمدیہ کو شرک و بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید وسنت کی روشنی میں لانا۔
- امت محمدیہ کو اماموں' پیروں اور بزرگوں کی اندھی تقلید کے گڑھے سے نکال کر اتباع سنت کا پیکر بنانا۔
- امت محمدیہ کو یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی مشرکانہ اور فرسودہ رسومات کے حصار سے نکال کر شریعت محمدیہ کی راہ پر چلانا۔
- دنیا کے ہر گوشے میں شریعت اسلامیہ کا پرچم سربلند کرنا۔

ان شاء اللہ

مرکز دعوۃ التوحید والسنۃ

سیالکوٹ۔لاہور۔اسلام آباد

ناشر

دار الکتب السلفیۃ

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.: 042-7237184, 7230271 Fax: 042-7227981
E-mail:alsalafiyyah@yahoo.com

تقسیم فی سبیل اللہ

منجانب

الرحمن اسلامک ٹرسٹ

سیالکوٹ